قادیان دارالامان سے مہینہ کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

جلد ۱۳

مصباح

نمبر ۱۸

احمدی خواتین کا ماہوار مذہبی علمی اور اخلاقی رسالہ

ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی فاضل محمد یعقوب

چندہ سالانہ دو روپے

اکتوبر ۱۹۳۹ء

خواتین کی صنعتی نمائش

حسب سابق امسال بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خواتین کی صنعتوں کی نمائش ہوگی۔ ممبرات لجنات اماء اللہ اور جماعت کی دیگر خواتین کو چاہیئے کہ وہ دستکاری کی اشیاء جلد تیار کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ نمایشی اشیاء یکم دسمبر تک سیدہ اُم طاہر احمد جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان یا عاجزہ کے نام پہنچ جائیں۔ چونکہ اس دفعہ جلسہ سالانہ کے ساتھ ہی خلافت جوبلی کی شاندار تقریب منائی جائیگی۔ اسلئے خواتین کو خصوصیت کے ساتھ صنعتی اشیاء تیار کرنی چاہئیں۔ نیز اشیاء کے ہمراہ اپنا پورا پتہ اور اشیاء کی بالتفصیل فہرست کا آنا بھی ضروری ہے +

(خاکسار عارفہ بیگم منتظمہ نمائش اسسٹنٹ جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان)

نظر جسکی پیام غمگساری ہو وہ بیوی ہے

جسے احکام حق کی پاسداری ہو وہ بیوی ہے
نظر میں جسکی دُنیا ہیچ ساری ہو۔ وہ بیوی ہے

بنادے جسکا سگھڑاپا امارت تنگدستی کو
جسے حاصل تمیز خانہ داری ہو۔ وہ بیوی ہے

یتیموں بے سہاروں بیکسوں بے روزگاروں میں
مسلسل جس کا فیض عام جاری ہو۔ وہ بیوی ہے

مہک جسکی شرافت کی بہارستان عالم میں
مثال نکہت باد بہاری ہو۔ وہ بیوی ہے

اطاعت جو کرے اپنے خداوند مجازی کی
جسے عہد وفا کی پاسداری ہو۔ وہ بیوی ہے

کرے ہر غم غلط جس کا تبسم خستہ حالی میں
نظر جسکی پیام غمگساری ہو۔ وہ بیوی ہے

خیال حفظ ناموس خودی میں زندگی جسکی
زسرتاپا حیا بنکر گذاری ہو۔ وہ بیوی ہے

نہ ہو افسردگی اپنی کسی تکلیف میں لیکن
جسے اوروں کے غم سے بیقراری ہو۔ وہ بیوی ہے

لبوں پر مہر خاموشی لگادے تمکنت جس کی
اکیلی جو بھری محفل پہ بھاری ہو۔ وہ بیوی ہے

پتہ منزل کا پائے جس سے ہر گم کردہ منزل
چراغ راہ جسکی پختہ کاری ہو۔ وہ بیوی ہے

اصول زندگی جس نیک طینت پاک باطن کا
دیانت، راستی، پرہیزگاری ہو۔ وہ بیوی ہے

سہی ہو خندہ پیشانی سے جس نے ہر کڑی لیکن
مصیبت میں کبھی ہمت نہ ہاری ہو۔ وہ بیوی ہے

نمایاں ہو متانت جسکی سنجیدہ نگاہی سے
سراپا ضبط و حلم و بُردباری ہو۔ وہ بیوی ہے

بھرا ہو نیکیوں کا ذوق جس کی پاک فطرت میں
بُرائی سے طبیعت جسکی عاری ہو۔ وہ بیوی ہے

غرض بیوی وہ ہے سرتاج جسکو تاج سر سمجھے
اور اسکے دم سے رشک باغ جنت اپنا گھر سمجھے

(منقول از عصمت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معارف القرآن

یعنی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کے

فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

(مرتبہ لجنہ اماء اللہ قادیان)

سورۃ اللیل پارہ ۳۰

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۙ وَالنَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ۙ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ؕ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جبکہ وہ ڈھانپ لے۔ اور دن کو جبکہ وہ روشن ہو۔ اور اسکو کہ جس نے بنایا مرد اور عورت کو۔ کہ تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔ اس آیت سے مرد اور عورت کے حقوق کا جھگڑا حل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم مختلف کام کرتے ہو۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک جیسے ہو جاؤ۔ مرد کے کام اور ہیں اور عورت کے اور۔ اس لئے ان سے سلوک بھی الگ الگ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک سے اس کے کام کے مطابق سلوک ہوتا ہے۔ ایک سپاہی کا کام جنگ پر جانا ہے۔ اور کلرک کا کام دفتر میں کام کرنا۔ اگر سپاہی کہے کہ مجھ سے وہی کام لیا جائے جو کلرک سے لیا جاتا ہے۔ تو وہ جاہل اور نادان ہے۔

پھر اگر کلرک سپاہی کے انعام ملنے کے وقت کہے کہ مجھ سے بھی اس جیسا ہی سلوک کیا جائے تو وہ بھی بیوقوف ہے۔ تمام پیشہ والوں کے ساتھ ایک جیسا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایک جیسا برتاؤ کیا جائے۔ تو دنیا کا کوئی کام بھی نہ چل سکے۔ مرد اور عورت کے الگ الگ فرائض ہیں۔ عورت کے سپرد گھر کا کام کاج ہے۔ اور مرد کے سپرد باہر کا۔ ان فرائض میں جب تغیر آگیا۔ تو اسی وقت دنیا تباہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم رات اور دن کے تغیرات کو دیکھو۔ اور پھر مرد اور عورت کے تغیرات پر غور کرو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہر ایک کے کام الگ الگ ہوتے ہیں۔ تمہاری کوششیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔ دن میں تم اور قسم کے کام کرتے ہو۔ اور رات کو دوسری قسم کے کام کرتے ہو۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ؕ اللہ تعالیٰ نے ترقی کرنے کا یہ ایک بہت بڑا گر بیان فرمایا ہے۔ ہر ایک کام جو انسان کرتا ہے خواہ وہ سرکاری ہو یا پرائیویٹ، دنیا کا ہو یا دین کا۔ اس میں ضرور یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ اول مَنْ اَعْطٰی: پہلے کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔ گھر سے دینا ہو گا۔ ایک زمیندار جس وقت بارش کا موسم آتا ہے۔ اپنے گھر سے لے جا کر زمین میں غلہ ڈالتا ہے۔ پھر اس کے بعد بہت سا غلہ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھر آجاتا ہے۔ لیکن اگر وہ کہے کہ میں گھر سے غلہ نہیں ڈالتا۔ ہم اسی کو کھائینگے۔ تو اس کے گھر غلہ نہیں آئے گا۔ پہلے اسے دینا ہوگا۔ اور بعد میں اُسے ملیگا۔ گورنمنٹیں پہلے لاکھوں روپے خرچ کر کے نہریں نکالتی ہیں۔ پھر مالیہ لیتی اور فائدہ اٹھاتی ہیں۔ گورنمنٹ ملک کی حفاظت کیلئے پولیس اور فوج پر روپیہ خرچ کرتی ہے۔ جو مصیبت کے وقت اس کے کام آتی ہے۔ اگر کوئی گورنمنٹ فوج اور پولیس نہ رکھے۔ تو بہت جلد تباہ ہو جائے۔ تو تمام ترقیات کے لئے سب سے ضروری کام یہ ہے کہ اعطٰی یعنی خرچ کرو۔ پھر تمہیں فائدہ ہوگا۔

پس جو کوئی تم میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں دے اور تقویٰ اختیار کرے۔ اور اچھی بات کی تصدیق کرے۔ اس کی محنت ضائع نہ ہوگی۔ عملی درستی کیلئے اعطٰی کا لفظ ہے۔ خیالات کی درستی کے لئے وَاتَّقٰی۔ اور فکر کی درستی کے لئے صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی ہم اس کے لئے نیک کام آسان کر دیں گے۔ یا ہم اس کے لئے ہر کام میں آسانی پیدا کر دیں گے۔ ان کے لئے ہر کام میں برکت ہوگی۔ جب انسان نازل شدہ احکام پر عمل کرتا ہے۔ تو اس کو نیک کام کرنے کی مشق ہو جاتی ہے۔ اور مداومت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا دل کھل جاتا ہے۔ ابتدا میں بعض لوگ نماز پڑھتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ لیکن جب انہیں عادت ہو جاتی ہے۔ تو اُن کی ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ کہ جب تک نماز نہ پڑھیں۔ چین نہیں آتا۔ نیک کام کرنے اور خدا تعالیٰ کے احکام پر چلنے کا انسان کے دل میں جو اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام یُسر ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی شریعت کے احکام اُس کے لئے آسان ہی نہیں کر دئے جاتے۔ بلکہ اُس کے دل میں اُن کے متعلق محبت پیدا کر دیجاتی ہے۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۙ مگر جو بخل کرتا ہے اور بے پرواہی کرتا ہے اور نیک کام کے لئے اس کے دل میں تڑپ نہیں۔ اس کے لئے ہم مشکلات پیدا کر دیں گے۔ صداقتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوں۔ اُن سے فائدہ نہ اٹھائے یا دنیاوی ترقی کے سامانوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو اُس کے لئے عُسر یعنی سختی پیدا کر دی جائے گی۔ بدکاریوں میں پڑنے کی وجہ سے جو کام بھی وہ کرتا ہے وہ اُس کے لئے رنج اور مصیبت ثابت ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مَیں نے بعض چوروں سے پوچھا کہ کیا تمہارا نفس تمہیں کبھی ملامت نہیں کرتا تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہم بھی تو محنت کر کے روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک آدمی قلم کے ذریعہ محنت کر کے روپیہ کماتا ہے۔ ہم اس ذریعہ سے روپیہ کماتے ہیں۔ بس اس میں نقص ہی کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو ایسے آدمیوں کی بُرائی کو محسوس کرنیوالی حسّیں ہی ماری جاتی ہیں۔ اور ان کو بُرائی بھی بھلائی ہی معلوم ہوتی ہے۔

وَمَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡہُدٰی ۫ۖ وَ اِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَۃَ وَ الۡاُوۡلٰی ؕ جب وہ قبر میں ڈالا جائے گا۔ تو پھر اس کا مال جمع کرنا اُسے کیا فائدہ دے گا۔ ہمارے اُوپر ہی ہدایت دینے کی ذمہ واری ہے اور ہمارے ہی لئے ہے دنیا و آخرت۔ یعنی اگر کوئی دُنیا چاہتا ہے تو وہ ہم سے ہی لے سکتا ہے۔ اور آخرت بھی ہم ہی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آخرت میں تم نے ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ اور دُنیا میں بھی ہمارے ہی قبضہ میں ہے۔

فَاَنۡذَرۡتُکُمۡ نَارًا تَلَظّٰی ۚ لَا یَصۡلٰىہَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَی ۙ الَّذِیۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ؕ پس دیکھو ہم نے تم کو شعلے والی آگ سے ڈرایا ہے۔ اس میں وُہی شخص ڈالا جائیگا جو نہایت شقی ہوگا۔ جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو اور سچائی کے قبول کرنے سے مُنہ پھیر لیا۔

وَ سَیُجَنَّبُہَا الۡاَتۡقَی ۙ الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ۚ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی ۙ اور ایک طرف کر لیا جائے گا۔ اس آگ سے وہ متقی جس نے اپنا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں اس لئے دیا کہ پاک ہو جائے اور ایسے حال میں احسان کرتا ہے کہ جسپر احسان کرتا ہے۔ اُس کا اُسپر کوئی ایسا احسان نہیں ہوتا کہ جسکا بدلہ اُس کے ذمہ ہو۔ یعنی بعض لوگ کسی کے پہلے احسان کی یاد میں اُس کی مشکل کیوقت کام آتے ہیں۔ مگر مومن کی یہ شان ہے کہ وہ ایسے لوگوں پر احسان کرتا ہے کہ جن کا اُسپر کوئی احسان نہیں ہوتا۔

اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِ الۡاَعۡلٰی ۚ مگر اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہے۔ یعنی اس کا مال دینا کسی پچھلے احسان کا بدلہ اُتارنے کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

وَ لَسَوۡفَ یَرۡضٰی ٪ اور خدا تعالےٰ ایسے شخص سے جلد راضی ہوگا +

سُورۃ الضحیٰ پارہ ۳۰

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الہام کے دو دَور ہیں۔ ایک تو وہ جبکہ آپؐ کی طاقت بہت کمزور تھی۔ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو الہاموں کے ذریعہ ایسی ایسی باتوں کی خبر دی تھی کہ کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔ ہر ایک انسان یہی چاہتا ہے کہ کبھی وہ نیچے کی طرف نہ جائے۔ بلکہ اُس کی ترقی ہوتی رہے۔ لوگ اس بات کے لئے دن رات کوشش کرنے اور زور مارتے رہتے ہیں۔ لیکن کامیابی بہت کم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اور اکثر بڑی بڑی کوششوں اور محنتوں کے بعد ٹھوکریں کھا کھا کر نیچے ہی گر جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے:-

وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۙ ہم شہادت کے طور پر ضحٰی کو پیش کرتے ہیں۔ اور پھر ایک رات کو۔ جو اندھیرے میں اپنے کمال کو پہنچ چکی ہے۔ اس کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ دوپہر کا وقت جب سورج سر پر چڑھ آئے۔ اُس وقت سے لیکر سورج ڈھلنے کیوقت تک کو ضحٰی کہتے ہیں۔ یعنی ضحٰی کو بطور شہادت کے پیش کرتا ہوں۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۙ

کس بات کی شہادت کے لئے اس لئے کہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہیں۔ تجھ سے بالکل قطع تعلق نہیں کرلیا۔ تجھ سے ناراض نہیں ہو گیا۔ قَلٰی (۱) ناراض ہوجانا (۲) بالکل قطع تعلق کر لینا۔ (۳) چھوڑ دینا۔

وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى ۙ

اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ ہر ایک پچھلی گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ یہ شہادتیں ہیں۔ ان کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ جس طرح رات کے سخت تاریک ہوجانے کے بعد دن چڑھتا ہے۔ اسی طرح تیرے لئے بھی ترقیات ہیں۔ اور وہ ضحٰی کی طرح ہوں گی۔ ہمیشہ تیرا قدم ترقی کی طرف جائے گا۔ ضحٰی اور لیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترقی کے زمانے کے دو وقت ہیں۔ یعنی فتح مکہ اور ہجرت کی رات۔ فتح مکہ دوپہر کے وقت ہوئی۔ اور ہجرت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو مکہ سے نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں ہم ان دو وقتوں میں ایسی مدد کرینگے کہ ان کے بعد پھر کفار کی طاقت بالکل ٹوٹ جائیگی اور ہمارا رسول کامیاب و مظفر و منصور ہو جائیگا۔ چنانچہ جنگ احزاب اور فتح مکہ نے اس پیشگوئی کو پورا کر کے ثابت کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر آنے والی ساعت پہلی سے اچھی ہے۔

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى ۙ

اور عنقریب تجھکو تیرا رب دیگا۔ اور تُو اس سے راضی ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابھی ہم نے اپنے رسول کو کیا ترقی دی ہے۔ ابھی تو ہم اس کو بہت کچھ دینگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتوحات اور آپ پر خدا تعالیٰ کے انعامات آجتک ختم نہیں ہوئے۔ اور نہ ہوں گے۔ ہر وقت آپ پر درود بھیجے جاتے ہیں۔ جس سے آپ کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے۔

اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى ۙ کیا ہم نے تجھے یتیم نہیں پایا تھا۔ پھر اعلیٰ جگہ دی۔ یعنی بڑے اعلیٰ اخلاق اور عادات سکھلائے۔ اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی پہلی حالت بتاتا ہے کہ ہم نے کس طرح تجھے ترقی دی اور کبھی تنزل نہیں آنے دیا۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۔ پھر ہمنے تیرے دل میں ایک تڑپ دیکھی۔ جس کے نتیجہ میں ہم نے تجھ پر اپنا الہام نازل کیا۔ ضَآلًّا ہلاک ہونے والا۔ دُنیا سے علیحدہ۔ تُو غائب تھا تُو نے ہمارا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے تُو گھبراتا تھا۔ اور سوال کرتا تھا۔ اس لئے ہم نے اپنا چہرہ تجھکو دکھایا اور آواز دے کر اپنی طرف بُلایا۔ ضال کے معنے لغت میں غائب کے بھی ہیں۔ اور گمراہ کے بھی ہیں لیکن یہ معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چسپاں نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے آپؐ سے ہر ایک بُرائی کی نفی فرمادی ہے۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۔ اور تجھے عیال والا پایا۔ پھر تجھے دولت دے دی۔ عائل عیال سے ہے۔ یعنی کنبہ والا۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۔ پس کبھی کسی یتیم پر قہر نہ کرنا۔ یعنی ایسی بدسلوکی نہ کرنا۔ کہ وہ بداخلاق ہوجائے۔ اور نہ اتنی نرمی کرنا کہ اس سے بھی اُس کے اخلاق بگڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح تم یتیم تھے۔ ہم نے تمہاری خبر گیری کی۔ اسی طرح اب تمہارا فرض ہے۔ کہ تم یتیموں کی خبر گیری کرو۔ یتیم کی اُمنگ اور اخلاق کو دبا دینا یا آوارہ کر دینا اور اس کو کچھ نہ سکھانا۔ اس پر قہر کرنا ہے۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔ اور جو کوئی تجھ سے مانگے اس کو جھڑکیو مت، اس کو ڈانٹیو نہیں۔ جس طرح تم ہم تک پہنچنے کے لئے سوال کرتے تھے۔ اور ہم نے تمہارے سوال کو قبول کرلیا اسی طرح تم کو چاہیئے کہ اس کے مقابلہ میں جو تم سے رب کے بارے میں سوال کرے اس کو دو اور اس کو ڈانٹو نہیں۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ اور تُو اپنے رب کی نعمتوں سے لوگوں کو بھی حصہ دے۔ اللہ تعالیٰ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ ہم نے تجھکو بہت کچھ دیا ہے۔ اب یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ گھر میں بیٹھ رہو۔ بلکہ یہ ہونا چاہیئے کہ تم باہر نکل کر لوگوں کو آواز دو۔ کہ آؤ جس کسی کو ضرورت ہے مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بیان لوگوں پر خوب ظاہر کرو۔ تا ان کو علم ہو۔ اور وہ اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

سُورۃ الانشراح پارہ ۳۰

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۔ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ سینہ کھولنا عربی زبان کا محاورہ ہے۔ اور اُردو میں بھی شرح صدر کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یعنی کوئی حکم تم پر دوبھر نہیں ہوگا۔ اس لفظ کو یہاں اس لئے استعمال کیا۔ کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کشفی حالت میں سینہ چاک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا گیا تھا اور اُسے دھویا گیا تھا۔ خواب میں اگر دیکھا جائے کہ کسی نے سینہ کھولا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو گناہوں سے دھویا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن میں کشف ہوا تھا جبکہ آپؐ چار سالہ عمر میں حلیمہ کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حلیمہ کے بچے گھر دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ محمدؐ پر کوئی بلا گری ہے۔ جب آپؐ آئے۔ تو آپؐ نے بتایا کہ ایک آدمی آیا تھا۔ اور اُس نے چاقو سے میرا سینہ کھولا اور میرا دل نکال کر اور اُسے دھوکر پھر وہیں رکھدیا۔ پس فرماتا ہے ہمنے تیرا سینہ کھول دیا۔ اور تجھے بہت وسعت قلب عنائیت کی۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ اور ہم نے وہ تیرا بوجھ دُور کر دیا جس نے تیری کمر کو توڑ دیا تھا۔ کمر کو توڑنے والا بوجھ قوم کی گمراہی تھی۔ آپؐ کو ہر دم فکر تھا کہ دُنیا کا کیا بنے گا۔ اور کس طرح مَیں ان ڈوبنے والوں کو نکالوں گا۔ جو کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ڈبونا چاہتے ہیں۔ تو فرمایا۔ کیا ہم نے تجھے خوشخبری نہیں دی کہ تُو ہرگز ناکام نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۙ اور ہم نے تیرے ذکر کو بلند کر دیا۔ یعنی تیری قوم ہدایت میں داخل ہوگئی۔ بھلا نیک کام کرنے والوں کا ذکر کبھی دنیا سے مٹ سکتا ہے۔ آجتک جو لوگ مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث ہوتے رہے ہیں۔ وہ کبھی ناکام نہیں گئے۔ دُنیا میں کسی ایک آدھ شخص کو ڈوبنے سے بچانے والے یا آگ کو بجھانے والے کی بڑی تعریف کیجاتی ہے۔ اور اس کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس انسان کا ذکر بلند نہ ہو جس نے ایک کو نہیں دو کو نہیں۔ بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو بچایا اور ان کی ہدایت اور راہنمائی کا موجب ہؤا۔ خدا تعالیٰ نے اس انسان کا ذکر ایسا بلند فرمایا۔ کہ ہمیں تو حضرت آدمؑ سے لے کر آجتک کوئی ایسا نظر نہیں آتا۔ پانچ وقت مسجدوں میں بلاناغہ ہر روز اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا اور پھر ہر مُسلمان کا آپؐ پر درُود بھیجنا آپؐ کے ذکر کو بلند کرنا ہی ہے۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ یقیناً ہر تنگی کے بعد آسانی آجاتی ہے۔ یقیناً ہر تنگی کے مقابلہ میں آسانی ہے۔ اللہ تعالیٰ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتا ہے۔ کہ یہ جو تکلیف ہے۔ اس کے ساتھ ہی دُنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی ہم تجھے بڑے بڑے سُکھ اور آرام دیں گے۔ کامیابی کے دو وعدے اس سے نکلتے ہیں کہ عُسر کے ساتھ تو الف لام لگا کر اسکی تخصیص کردی ہے۔ لیکن یُسر بلا الف لام کے ہے جس سے معلوم ہؤا کہ یُسر دو دفعہ ہے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ جب تُو فارغ ہوجائے تو خوب محنت کیا کر۔ قومیں جب گر جاتی ہیں تو عام طور پر سُست ہو جاتی ہیں۔ انگریز باوجود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت بڑی حکومت کے مالک ہونے کے ہر وقت محنت میں لگے رہتے ہیں۔ وقت بالکل ضائع نہیں کرتے۔ جس قوم کی یہ حالت ہو کہ وہ اپنے وقت کی قیمت کو ہی نہ سمجھے، اُس نے ترقی کیا کرنی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتا ہے کہ ایک کام تمہارا یہ ہے کہ لوگوں کو محنت اور کوشش سے ڈوبنے سے بچاؤ۔ لیکن جب انکی تعلیم سے کوئی وقت بچے اور تم فارغ ہو جاؤ۔ تو پھر بڑی کوشش میں لگ جایا کرو۔

وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ؏ اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو ہم نے تمہاری مشکلات کے پردوں کو ہٹا دیا۔ تو تم اپنے رب کی طرف جس نے تم سے ایسے انعامات کا وعدہ کیا ہے، جھک جاؤ خُدا کی طرف توجہ کرو۔ اور دُعائیں کرو۔ تاکہ تمہارا دین مضبوط ہو۔ گری ہُوئی قوم جب ترقی کرنا چاہے تو وہ یہی دو گُر استعمال کرے ٭

جواہر پارے

(۱) اگر تو حسین ہے تو غرور نہ کر دنیا میں کئی تجھ سے بھی زیادہ حسین ہیں اور اگر تو بدصورت ہے تو غم نہ کر دنیا میں کئی تجھ سے بھی بدصورت ہیں۔ (۲) زندگی چند روزہ ہے تو اسے ہنس کر گزار (۳) دولت آستین کا سانپ ہے۔ سمجھ سوچ کر چل۔ (۴) زبان اگرچہ تلوار نہیں۔ مگر تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (۵) ماضی کو بھول جا اور شاندار مستقبل کی تیاری کر (۶) دنیا فانی ہے اس سے دل مت لگا۔ (مبارکہ انور بنت قاضی عبدالمجید صاحب قادیان)

ارشاداتِ نبوی

۱۔ تمہارا ہمسایہ اگر تم سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرو۔ اور قرض مانگے تو قرض دو۔ اگر تم سے کوئی کام پڑے تو پُورا کرو۔ بیمار ہو تو عیادت کرو۔ اور مَر جائے تو جنازہ کے ہمراہ جاؤ۔ اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارکباد کہو۔ مصیبت پڑے تو تعزیت کرو بغیر اس کی اجازت کے اپنی عمارت اُونچی مت کرو اگر کوئی میوہ خریدو تو اس کو ہدیہ دو۔ ورنہ چھپا کر اپنے گھر میں لاؤ۔ اور اپنے بچہ کو میوہ لیکر باہر نہ جانے دو تاکہ اُس کے بچہ کو رنج نہ ہو۔ اپنی ہانڈی کے خوشبودار بگھار سے اس کو ایذا مت دو۔ مگر اس صورت میں کہ ایک چمچہ اُس کے ہاں بھی بھیجو ٭

۲۔ دوست سے محبّت اعتدال کے ساتھ رکھو کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی تمہارا بگاڑ ہو جائے۔ اسی طرح دشمن کے ساتھ دشمنی بھی حد سے زیادہ نہ کرو کیونکہ ممکن ہے۔ کبھی تمہاری محبت ہو جائے ٭

۳۔ اگر عورت مَر جائے اس حال میں کہ اس کا خاوند اُس سے راضی ہو تو وُہ جنّت میں جائیگی ٭

۴۔ آپس میں سلام کا عام رواج کرو۔ محبّت بڑھے گی ٭

۵۔ سادگی ایمان کی علامت ہے ٭

۶۔ تین دن سے زیادہ کسی سے کلام ترک کرو۔

۷۔ ایمان کے بعد افضل ترین نیکی مخلوقِ خدا کو آرام پہنچانا ہے ٭ (امتہ الشافی صلاح الدین بنت فیروز پور)

۸۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپؐ نے اُتار کر پھینک دی۔ اور فرمایا کہ تم لوگ آگ کا انگارہ ہاتھ میں پہنتے ہو جب وہاں سے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آگے چلے گئے۔ تو کسی نے اس شخص کو کہا کہ تو اپنی انگوٹھی اُٹھا لے۔ اور بیچکر قیمت حاصل کرلے۔ اس نے کہا۔ خدا کی قسم مَیں وہ چیز جس کو رسُول مقبول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو۔ کبھی نہیں لے سکتا۔

۹۔ عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا کا سب سامان عارضی اور فانی ہے۔ مگر اس عارضی اور فانی سامان میں سب سے بہتر سامان نیک بیوی ہے۔

۱۰۔ عمرو بن شعیبؓ سے روایت ہے کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ۔ اور انہیں حکم دو کہ نماز پڑھا کریں اور اگر وہ دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھیں۔ تو ان کو مارو۔ اور اس عمر میں ان کو الگ سلاؤ۔

۱۱۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو چاہیئے کہ اپنے ہمسایہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ اور جسے اللہ اور قیامت پر ایمان ہے۔ اسے چاہیئے کہ مہمان کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ وہ اچھی باتیں کہے۔ ورنہ خاموش رہے۔

۱۲۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے مذہب پر اس کے دوست کا بھی اثر ہوتا ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ اچھی طرح دیکھ لیا کرے کہ کس کو دوست بنانے لگا ہے۔

۱۳۔ عبداللہؓ سے روایت ہے۔ کہ مَیں ایکدفعہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپؐ اُسوقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپؐ کے سینہ سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسا کہ ہانڈی کے جوش کھانے کی آواز۔

۱۴۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے بیوی کو خاوند کے خلاف اکسایا۔ اور نوکر کو آقا کے خلاف۔ اس کا ہم مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

۱۵۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے اس شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ جو دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر تہجّد کی نماز پڑھے۔

۱۶۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز تم میں مجھے سب سے زیادہ پیارا اور میری مجلس میں سب سے مقرب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہوگا۔ اور تم میں سے قیامت کے روز مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور میری مجلس میں سب سے زیادہ دُور بیہودہ، فضول اور بناوٹ سے کلام کرنے والے اور متکبّر لوگ ہوں گے۔

ممتاز اختر بنت منشی محمد اسمٰعیل صاحب

قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راز پوشیدہ رکھنے کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات آپکے پاس حاضر تھیں۔ کہ حضرت فاطمہ رضؓ آئیں۔ آپکی چال اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال میں کوئی فرق نہ تھا۔ جب آپ نے فاطمہ رضؓ کو دیکھا تو خوش ہوئے۔ اور مرحبا کہکر اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا۔ پھر اس کے کان میں کچھ کہا۔ تو فاطمہ رضؓ بہت روئی۔ آپ نے اس کا اضطراب دیکھکر پھر اسکے کان میں کوئی بات کہی جس سے فاطمہ رضؓ ہنس پڑیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے فاطمہ رضؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟ فاطمہ رضؓ نے کہا۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشا نہیں کرونگی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔ میں نے فاطمہ رضؓ سے کہا کہ میں تجھے اپنے اُس حق کی قسم دیتی ہوں۔ جو میرا تم پر ہے۔ مجھے وہ بات بتلا دے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس نے کہا ہاں اب میں بتلا دونگی۔ پہلے آپ نے مجھے کان میں یہ فرمایا تھا کہ جبریل مجھ سے سال میں ایک دفعہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ اور اب کے سال دو دفعہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہیو۔ اور صبر کریو کہ میں تیرے لئے اچھا میر سامان ہوں۔ اسپر میں رو پڑی۔ آپ نے میری جزع فزع دیکھکر دوسری بار کان میں کہا کہ فاطمہ رضؓ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تو مومنوں کی سب عورتوں یا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو۔ یہ بات سُنکر میں نے ہنس دیا۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ جب حضرت عمر رضؓ کی بیٹی حفصہ رضؓ کا پہلا خاوند فوت ہو گیا۔ تو حضرت عمر رضؓ نے پہلے حضرت عثمان رضؓ سے کہا کہ آپکو خواہش ہو تو میں آپ سے حفصہ رضؓ کا نکاح کر دوں۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں سوچ کر جواب دُونگا۔ چند روز کے بعد ملاقات ہوئی۔ تو حضرت عثمان رضؓ نے کہدیا۔ میں اب نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ پھر میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے یہی بات کہی۔ تو حضرت ابو بکر رضؓ چُپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے حضرت عثمان رضؓ پر اتنا افسوس نہ آیا جتنا حضرت ابو بکر رضؓ پر۔ کچھ دنوں کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام نکاح بھیجا اور میں نے نکاح کر دیا۔ اسکے بعد حضرت ابو بکر رضؓ مجھے ملے اور کہنے لگے۔ شائد تم مجھ پر ناراض ہو گئے۔ جب تم نے حفصہ رضؓ کا معاملہ پیش کیا۔ اور میں نے جواب نہ دیا۔ بات یہ ہے کہ مجھے معلوم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حفصہ رضؓ کا ذکر فرماتے تھے اور میں آپ کا راز افشاء نہ کر سکتا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح نہ فرماتے۔ تو میں ضرور کر لیتا۔ (بخاری)

ثابت بن انسؓ سے روایت ہے کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے سلام کہا اور مجھے کسی کام کے لئے بھیجدیا۔ مجھے والدہ کے پاس جانے میں دیر ہوئی۔ جب میں والدہ کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا تم کہاں رہے؟ میں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام کے لئے بھیجدیا تھا۔ اس نے کہا کیا کام تھا؟ میں نے کہا وہ راز کی بات تھی۔ والدہ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز کسی کو نہ بتانا۔ انسؓ نے کہا۔ اگر میں کسی کو یہ بات بتلانے والا ہوتا۔ تو تجھے بھی اسے ثابتؓ بتلا دیتا۔ (مسلم)

(امۃ السلام حال مقیم دوالمیال)

دلچسپ معلومات

ہندوستان میں سانپوں کی اسقدر کثرت ہے۔ کہ ہر سال ۲۰ ہزار آدمی سانپوں کے کاٹنے سے مرتے ہیں۔

ہندوستان ایک غریب ملک ہے۔ مگر پھر بھی اسقدر فضول خرچ ہے کہ ہر سال تین کروڑ روپیہ آتشبازی پر صرف کر دیتا ہے

دنیا کا سب سے اونچا مکان نیویارک میں ہے جسکی ایکسو دس منزلیں ہیں۔ اوپر کی منزل میں پہنچنے کیلئے بجلی کے لفٹ لگے ہوئے ہیں

(امۃ السلام۔ دوالمیال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں پر احسانات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل عورتوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا تاریخ اسپر شاہد ہے۔ آپؐ کی آمد سے قبل کا زمانہ زمانۂ جاہلیت کے نام سے موسوم ہے۔ اس زمانہ میں عورت ایک جانور سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھی۔ اس کا کوئی حق نہ سمجھا جاتا تھا۔ مرد ایک ہی وقت میں جس قدر عورتوں کے ساتھ چاہتا شادی کر سکتا تھا۔ وہ لوگ جانوروں تک سے بھی مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ لیکن کوئی وحشیانہ فعل اور سلوک ایسا نہ تھا۔ جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا جاتا ہو۔ اور کوئی ایسی ذلت نہ تھی جو اس مظلوم طبقہ کو برداشت نہ کرنی پڑتی ہو۔ اسی طرح جو کچھ عورت کا اپنا مال ہو۔ اُسے اُسپر بھی کچھ اختیار نہ ہوتا تھا۔ نکاح کے بعد اس کے تمام اختیارات اس سے ہمیشہ کیلئے چھین لئے جاتے تھے۔ خاوند کو حق ہوتا تھا کہ جب جی چاہے اس کو طلاق دیدے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ ظلم ہوتا تھا کہ جب خاوند مر جائے تو وہ بھی مال سمجھ کر ترکہ میں بانٹ لی جاتی تھی۔ اور رشتہ دار جہاں چاہتے تھے۔ دریافت کئے بغیر اسکی شادی کر دیتے تھے۔ لڑکی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا تھا۔ اور اس کا زندہ رکھنا باعث ننگ و عار خیال کیا جاتا تھا۔ عورت کو تعلیم سے محروم رکھا جاتا تھا۔ ہندوستان میں راجے تک اپنی بیویوں کو جوئے میں ہار دیتے تھے۔ متعدد بھائیوں کی ایک ہی بیوی ہوا کرتی تھی۔ مردہ خاوندوں کے ساتھ زندہ بیویوں کو جلا دیا جاتا تھا۔ نیوگ جیسی عزت و عصمت کو تباہ کرنے والی شرمناک بات روا رکھی جاتی تھی۔ مندروں میں ان کی قربانی کی جاتی تھی۔ یہی حال عرب کا تھا کہ مرد جس قدر عورتوں سے چاہتا شادی کر سکتا تھا۔ اور عورت کی حیثیت صرف ایک جائیداد کی سی تھی۔ اور وہ ترکہ میں بانٹ لیجاتی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ اپنی ماؤں سے شادی کر لیتے تھے۔ مرد ایک بار طلاق دے کر پھر عدت کے اندر اندر اس سے دوبارہ شادی کر لیتا یا اُسے معلقہ کی حالت میں چھوڑ دیتا۔ یہی یورپ کا حال تھا کہ بڑے بڑے لوگ عورت پر ظلم و ستم کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور انہیں نہائت ہی ذلیل کرتے۔ عیسائیت میں عورت کا اپنا کوئی نام ہی نہیں۔ شادی سے پہلے اپنے باپ کے نام پر پکاری جاتی ہے۔ اور شادی کے بعد خاوند کے نام پر۔ اگر کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو ذلت پر محمول کیا جاتا تھا۔ اور باپ چاہتا تھا کہ اس کو زندہ درگور کر دے۔ تاکہ بدی کا کلنک اس کے ماتھے پر سے اُتر جائے۔ چُنانچہ اس کا نقشہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ و اذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہٗ مسودًا وھو کظیم۔

پس جب عورت کی حالت بد سے بدتر ہو گئی اور ساری دُنیا میں اس کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا گیا۔ کوئی بھی اس کا پُرسان حال نہ رہا جب اس مظلوم طبقہ کی آہ و زاری نے عرش عظیم کو ہلا دیا۔ تو ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے رحمۃ للعالمین کو مبعوث کیا۔ تاکہ دُنیا سے ظلموں کا خاتمہ ہو۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے حکم پاکر اعلان کیا ولھن مثل الذی علیھن۔ کہ عورتوں کے ویسے ہی حقوق مردوں پر ہیں جیسے کہ مردوں کے عورتوں پر۔ اسی طرح جہاں مرد کو بحالات مجبوری طلاق کی اجازت دی وہاں الطلاق ابغض الحلال فرما کر اس پر پابندی بھی عائد کر دی۔ اور پھر دُوسری طرف عورت کو بھی خلع کی اجازت دے دی۔ تا اگر خاوند سے اس کا نباہ ممکن نہ ہو تو قاضی کی اجازت سے وہ اس سے علیحدہ ہو سکے۔

آپ کی آمد سے پہلے عورت کی کوئی جائداد نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ خود ایک جائداد تھی مگر آپ نے ہر عورت کے لئے مستقل جائداد کا انتظام کیا اور اس جائداد کو شادی کا ایک ضروری حصہ قرار دیا۔ جسے اسلامی اصطلاح میں مہر کہتے ہیں۔ اس پر خاوند کو کوئی حق نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے و ان اٰتیتم احداھن قنطارًا فلا تأخذوا منہ شیئًا۔ پھر مرد کو اس پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظلم و ستم کرنے سے روکا۔ اور کہا کہ عورتوں کو سوائے کھُلی کھلی بدی کے سزا دینے کا مرد کو کوئی حق نہیں۔ اور اگر کوئی ایسی بدی کی بات معلوم ہو تو پھر بھی سزا یکلخت نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ فرمایا۔ کہ فعظوھن۔ پہلے ان کو نصیحت کرنی چاہیئے۔ پھر بھی نہ مانیں تو واھجروھن فی المضاجع ان سے علیحدہ ہو کر رہو۔ اور پھر بھی نہ مانیں۔ تو واضربوھن۔ ان کو مارو۔ اور بخاری میں آتا ہے کہ وہ سزا ایسی نہ ہو۔ کہ ہڈی پر چوٹ لگے۔ اور نہ ایسی کہ اس کا نشان بدن پر پڑے۔ اور اگر پھر بھی اصلاح نہ ہو۔ تو فابعثو حکمًا من اھلہ و حکمًا من اھلھا۔ ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے مقرر کر لو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشمۂ فیض سے جہاں ایک عالم سیراب ہوا وہاں آپؐ کا کرم اس بے نوا طبقہ پر بھی ابر رحمت بنکر نازل ہوا۔ شوہر جو کہ عورت کو صرف ایک خدمتگار تصور کرتا تھا۔ ایک جانور سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہ سمجھتا تھا۔ اس کی آسائش کا خیال کبھی بھُولے سے بھی اس کے دل میں نہ آتا تھا۔ اُس کی عزت و توقیر کے لئے اُس کے سینہ کے کسی گوشہ میں جگہ نہ تھی۔ اُس کو ہاں اُسی شوہر کو کس نے سچی محبت اور دائمی الفت پر مجبور کیا ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے جنہوں نے فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہٖ کہ خواہ تم کتنے ہی نیک بنو۔ لیکن جب تک اپنے اہل سے اچھا سلوک نہ کرو گے نیک نہ ہو گے اور فرمایا کہ بیویوں کا بھی تم پر حق ہے۔ ہمیشہ انکی خاطر اور دلجوئی ملحوظ رکھو۔ زندگی بھر اس کی ضروریات کے متکفل رہو۔ اس کی جائز خواہشات، زیب و زینت، خوشی اور جذبات کا خیال رکھو۔ اور وہی مجسمۂ رحمت تھے جنہوں نے ورثہ سے محروم بے زبان عورتوں کو وراثت میں حصّہ دیا۔

آپؐ نے اپنے قول اور فعل سے عورت کا احترام مردوں کے دلوں میں بٹھایا۔ آپؐ عورت کی اس قدر عزت کیا کرتے تھے کہ جب کبھی ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی سہیلی یا حضرت فاطمہؓ تشریف لاتیں تو بطور احترام کھڑے ہو جاتے اور اپنی چادر بچھا دیتے۔ اپنی بیویوں کے جذبات کی بیحد پاسداری فرماتے۔ گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ جب آپؐ نماز پڑھ چکتے تو بیٹھے رہتے۔ یہانتک کہ تمام عورتیں چلی جاتیں۔ سفر میں آرام سے چلنے کی تاکید فرماتے اور فرماتے کہ تمہارے ساتھ شیشے ہیں ان کا خیال رکھو۔

ایک دفعہ آپؐ سے پُوچھا گیا کہ آپکو اقربا میں سے کون زیادہ محبوب ہے۔ تو فرمایا۔ عائشہؓ۔ اور جب کسی نے سوال کیا کہ حضورؐ کو دُنیا کی چیزوں میں سے کونسی چیز زیادہ پسند ہے۔ تو فرمایا۔ حُبّبَ الیَّ من دنیاکم ثلاث۔ الطیب۔ والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ کہ مجھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین چیزیں زیادہ محبوب ہیں۔ خوشبو۔ عورت۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

آپؐ نے یہ فرما کہ "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے" تمام دُنیا کو عورتوں کے قدموں کے نیچے ڈال دیا۔ اور اس لڑکی کے متعلق کہ جس کا زندہ درگور ہونا ہی باپ کی عزّت کو بچا سکتا تھا۔ فرمایا کہ جس شخص کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ اُن کی اچھی طرح تربیت کرے۔ اور اچھی تعلیم دے۔ وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔ آپؐ نے آکر تعدد ازدواج کو محدود کیا۔ پہلے مرد جسقدر عورتوں سے چاہتا شادی کر لیتا تھا۔ آپؐ نے اسکو روک کر صرف چار تک اجازت دی ہے۔ آجکل کے نادان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس شخص نے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا ہے۔ اس نے بھلا عورتوں پر کیا خاک احسان کیا ہے۔ لیکن اگر یہ اعتراض کرنے والے غور سے دیکھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ آجکل کے حالات پُوری شدّت کے ساتھ اس نظریہ کی تائید کر رہے ہیں نہیں بلکہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ تعدد ازدواج عورتوں پر ایک احسان ہے۔ ہندوستان کی حالت تو ابھی ایسی نہیں لیکن یورپ جہاں سے یہ اعتراض اٹھا وہاں عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت زیادہ ہے اب اگر ایک مرد ایک عورت کیلئے ہو تو اسکے یہ معنے ہوئے کہ ہزاروں عورتیں خالی رہ جائیں گی۔

پھر اسلام نے جہاں تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے وہاں تعدد ازدواج کے ساتھ انصاف کی شرط بھی لازمی رکھی ہے۔ اور کہا ہے۔ فان خفتم الّا تعدلوا فواحدۃً۔ کہ اگر ڈرتے ہو کہ انصاف نہیں کر سکو گے۔ تو پھر ایک ہی شادی کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو ایک سے زیادہ شادیاں کرے۔ اور پھر انصاف نہ کرے۔ تو وہ قیامت کو نصف دھڑ کے ساتھ اُٹھیگا۔ معترضین کو یہ بھی تو سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر عورت پاگل ہو جائے یا دائم المرض ہو تو کیا ایسے وقت میں مرد کا دُوسری شادی نہ کرنا اُسے ابتلا میں نہیں ڈالے گا۔ اور اس پر ظلم نہیں ہوگا ظلم تو ہر حال میں بُرا ہے خواہ وُہ مرد پر ہو یا عورت پر۔ پھر کیا مرد کے لئے صرف یہی طریقہ کھلا رکھنا کہ پہلی عورت کو جُدا کر کے ہی دُوسری شادی کرے عورت پر ظلم نہیں۔ لیکن اسلام نے اس حالت میں بھی حکم دیا ہے کہ اسے اس کے پُورے حقوق دے۔ اور پُورا پُورا انصاف کرے۔ یہ کیسی عمدہ تعلیم ہے جس میں سراسر عورتوں کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ اور ہر حالت میں ان کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے۔ کیا کسی اور مذہب یا تہذیب نے ایسی رعائت روا رکھی ہے؟

عورت پر جو ظلم روا رکھے گئے۔ اس داستان کے متعدد پہلو ہیں۔ جہاں اس بیچاری کو جسمانی حقوق سے محروم کیا گیا۔ وہاں اُسے رُوحانی علوم کے بھی ناقابل سمجھا گیا۔ بعض مذاہب والوں کا یہ نظریہ رہا ہے کہ عورت میں رُوح ہی نہیں۔ اور بعض اس کو صرف ایک Chattel کی حیثیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتے رہے ہیں۔ لیکن حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خُدا کا قُرب حاصل کرنے کے دروازے جس طرح مرد کے لئے کھلے ہیں اسی طرح عورت کے لئے بھی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے

من عمل منکم من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا۔

پھر آپؐ نے فرمایا۔ کہ

اَلعِلْمُ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَۃٍ

کہ رُوحانی علوم کی تحصیل ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ اسی پاک تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ حضورؐ کے زمانہ اور اس کے بعد مسلمان عورتوں نے علم وعرفان میں اس قدر ترقی کی کہ بڑے بڑے لوگ اُن کے آگے زانوئے تلمذ تہ کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑے بڑے صحابہ آکر مسائل دریافت کرتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا۔ کہ نصف دین عائشہ سے سیکھو۔

غرض اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سَو سال پہلے اس وقت عورت کے حقوق کی حفاظت کی جبکہ وہ بیچاری خود آواز اُٹھانے کے بھی قابل نہ تھی۔ لیکن آج جبکہ عورتیں خود اپنے حقوق کے لئے لیگیں بنا رہی ہیں۔ اور ہر طرف یہی شور وغل ہے کہ عورتوں کو اگلی صف میں لایا جائے۔ انہیں مردوں کے برابر حقوق دئے جائیں۔ اُنہیں وہ حقوق حاصل نہیں ہو سکے جو کہ اسلام نے دئے ہیں۔

آج بیوائیں سوسائیٹی کی نظروں میں مقہور اور مغضوب ہیں۔ اور ان کے جذبات روندے جا رہے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بیوگان سے شادی کر کے۔ اور ان کی شادی کے احکام دے کر ان دُکھیوں کا علاج کیا۔

آج سوسائٹی نے عورت کو پہلا اور آخری حق یہی دیا ہے۔ کہ وہ تیتری بن کر بازاروں میں پھرے۔ گویا اپنی بہترین مایۂ ناز دولت شرم وحیا اور عفت وعصمت کو تباہ کرتی پھرے۔ لیکن حضورؐ نے پردہ کا حکم دے کر ان کو محفوظ کیا۔

آج Ladies first کہنے والے دھکے دے دے کر عورتوں کو پیچھے کر رہے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کے گڑھوں سے نکال کر عورت کو عزت کی کرسی پر بٹھایا۔

آج مشرق و مغرب کے کسی قانون کی رُو سے عورت کو جائداد سے حصہ نہیں ملتا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے خاوند اور اپنے باپ دونوں کی جائداد کا وارث ٹھہرایا۔

آج باوجودیکہ عورتیں اس قدر ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ اُنہیں کوئی بھی تو کام کا حق ہاتھ نہیں آیا۔ لیکن میرے آقا نے انہیں اُسوقت تمام حقوق دلوائے جبکہ اُنہیں دم مارنے کی بھی اجازت نہ تھی۔

آج باوجودیکہ تمام دُنیا عورتوں کو حقوق دلوانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ کیا کسی نے کچھ کیا بھی؟ اگر کیا تو ہمارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس کی رُوحانیت نے موجودہ زمانہ میں پھر اپنا ایک بروز پیدا کیا۔ جس نے آکر ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنایا۔ اب اس نئی زمین پر اور اس نئے آسمان کے نیچے انجان اور اَن پڑھ عورتوں کو وہ حقوق دیئے جاتے ہیں۔ جو کہ یورپ کی چالاک عورتیں بھی حاصل نہیں کر سکیں۔ کیا یہ میرے آقاؐ کے ایسے احسان ہیں جن کو بھلایا جا سکے۔ عورتوں نے لیگیں بنائیں۔ مردوں نے Ladies first کے نعرے لگائے۔ حکومتوں نے ان کی مدد کرنے کی کوشش کی۔ عدالتوں نے ان کا احترام قائم کرنیکا بندوبست کیا۔ لیکن ان تمام چیزوں کی مجموعی حیثیت اس چیز کے مقابلہ میں کیا ہے۔ جو کہ میرے آقاؐ نے کر کے دکھلایا۔ محض باتیں بنانے اور ریزولیوشن پاس کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ بات تو تب ہے کہ کچھ کر کے دکھلایا جائے۔

غرض یہ احسانات جو کہ حیطۂ بیان سے باہر ہیں۔ ایسے نہیں کہ جنہیں طبقۂ نسواں بھول سکے۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے کامل بروز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتی رہیں کہ جنکی برکت سے ہمیں یہ سب کچھ میسّر ہوا؛

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

(امۃ اللہ صلاح الدین از فیروزپور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کا
پاکیزہ کلام

ع

"در کلام تو چیزے ست کہ شعرا را دراں دخلے نیست"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

مَیں نے اپنے مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام سے شروع کیا ہے جسمیں خُدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے کلام میں ایسی خوبیاں ہیں جن سے دیگر شعراء کو دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اس الہام الٰہی کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ وہ کونسی باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کو دیگر شعراء کے کلام پر فائق ثابت کرتی ہیں۔ اگر کوئی شخص سنجیدگی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو پڑھے تو اسے یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑیگی کہ آپکا ہر شعر خدا تعالیٰ کی توحید اور صداقت اسلام ثابت کرتا ہے۔ جیسے آپکی مشہور نظم ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونیوالو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

شروع سے لیکر آخر تک توحید اور اسلام کی صداقت پر مشتمل ہے۔ لیکن دیگر شعراء کے دیوان حسن و عشق کے اشعار سے ہی بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو نوجوانوں کی زندگی کو تباہ و برباد کرنے والے ہوتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اکثر کلام رسُول کریم صلی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیہ وآلہ وسلم کی مدح پر مشتمل ہے۔ اور دیگر شعراء کا کلام آپ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسے سورج کے مقابلہ میں ایک ٹمٹماتا ہؤا دیا۔ اسی طرح ایک اور فرق یہ ہے کہ آپ نے نئے نئے اُردو محاورات سے اپنے کلام کو سجایا ہے۔ مثلاً ایک جگہ آپ اسلام کی شکستہ حالی کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں کہ ہر طرف کفر اس طرح جوش مار رہا ہے جس طرح یزید کی فوجیں جوش میں بھرتی تھیں۔ اور دین اسلام اسی طرح نحیف و زار ہے۔ جس طرح امام زین العابدین بیمار تھے۔ کیسا لطیف محاورہ ہے۔ جو آپ نے ایجاد فرمایا لیکن دیگر شعراء پہلے محاورات کی ہی تقلید کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق مصنف مقدمہ شعر و شاعری لکھتا ہے:۔

"اب جو پچھلوں نے اگلوں کی تقلید کرنی شروع کی۔ تو نہ صرف مضامین میں بلکہ خیالات میں الفاظ میں، تراکیب میں۔ غرضیکہ ہر ایک چیز میں ان کے قدم بقدم چلنا شروع کر دیا" (ص۲۴)

پھر اور شاعروں کے کلام میں جھوٹ اور مبالغہ سے بکثرت کام لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مصنف مقدمہ شعر و شاعری بھی لکھتا ہے کہ:۔

"یہ سچ ہے کہ ہماری شاعری میں خلفائے عباسیہ کے زمانہ سے لیکر آجتک جھوٹ اور مبالغہ برابر ترقی کرتا چلا آیا۔ اور شاعری کے لئے جھوٹ بولنا صرف جائز ہی نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اس کو شاعری کا ذریعہ سمجھا گیا" (ص۱۳۰)

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ان تمام نقائص سے مبرّا ہے۔ اور یہی وہ خوبیاں ہیں جو آپ کے کلام کو دیگر شعراء کے کلام پر فائق ثابت کرتی ہیں۔

آخر میں اس امر کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخالف نفس شاعری پر ہی اعتراض کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نبی کیلئے شعر کہنا جائز نہیں حالانکہ جنگ حنین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا جو آپ کا خود اپنا بنایا ہؤا ہے کہ:۔

انا النبی لا کذب - انا ابن عبد المطلب

اسی طرح ایک دفعہ جب آپ کی انگلی زخمی ہوئی تو آپ نے اُسے مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

ان انت الا اصبع دمیت - وفی سبیل اللہ ما لقیت

پس شاعری مانع نبوت نہیں اور نہ شعر کہنا کوئی قابلِ مذمت بات ہے۔ شاعری وہی ناپسندیدہ ہے۔ جو خلاف شریعت ہو۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب کشف الغمام عن غربۃ الاسلام ص۲۱ پر لکھتے ہیں۔ "حدیث دلیل ہے مذمت شعر پر۔ مراد شعر سے اس جگہ شعر مذموم ہے نہ سخن محمود۔ اسلئے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا ہے کہ حضرت کے سامنے ذکر شعر کا آیا تھا۔ آپ نے فرمایا ھو کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح رواہ دارقطنی والشافعی عن عروۃ مرسلاً۔ اب باقی رہی تنقیح اس امر کی کہ اچھا شعر جسکو اچھا کہا گیا ہے اور وہ شعر جسکو برا ٹھہرایا گیا ہے کون ہے، سو حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ جس شعر میں توحید کا مضمون ہے وہ اچھا ہے۔ اسلئے کہ حدیث ابو ہریرہؓ میں فرمایا ہے۔ اصدق کلمۃ قالہا الشاعر کلمۃ لبید۔ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر کسی قسم ** کا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(خاکسار ممتاز اختر بنت منشی محمد اسمٰعیل صاحب "چوہان" قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقتِ دُعا

خدا تعالیٰ کو ملنے کا سب سے بڑا ذریعہ دُعا ہے۔

اگر انسان اپنا زیادہ وقت خدا تعالیٰ کی یاد میں گذارے اور اس کے آستانہ پر گرا رہے۔ تو وہ ضرور کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہی ہتھیار ہے جو اہلِ اسلام کو دیا گیا ہے لیکن اگر ہم لوگ خود اس چشمہ سے مُنہ پھیر لیں اور اس دروازۂ رحمت کو بند کر لیں تو قصور کس کا ہے۔ جبکہ ایک نئی رُوح پھونکنے والی چیز موجود ہے۔ ایک مفید چشمہ سامنے ہے۔ جو کہ انسان کے اندر تغیر عظیم پیدا کر سکتا ہے۔ تو اگر کوئی شخص اس سے پانی نہیں پیتا۔ تو وہ خود موت کا طالب ہے۔ اور اس میں کسی دُوسرے کا قصور نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ قرآن شریف کے ۳۰ پارے ہیں۔ اور سب کے سب نصائح سے پُر ہیں۔ مگر ایک شخص بھی نہیں جانتا کہ اس میں وہ کونسی نصیحت ہے جس پر اگر مضبوط ہو جائیں اور اس پر عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات کو دور کر دیگا۔ لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ دعا یہ نہیں کہ انسان چند لفظوں سے بڑبڑائے یہ کچھ نہیں۔

بعض لوگ دعا تو کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی مراد پوری نہیں ہوتی۔ اور ان کی دعا سے ان کو فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں۔

دعا اور دعوت کے معنے اللہ تعالےٰ کو اپنی مدد کیلئے پکارنا ہے۔ اور یہ پکارنا اسی وقت ہوتا ہے جب انسان کمال محبت کیساتھ آستانہ الوہیت پر گر جائے اور درد اور سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر بہہ نکلے۔ اللہ تعالےٰ کے حضور جو دعا کی جائے۔ اسکی آواز اور لب و لہجہ اور ہی ہونا چاہیئے۔ اسمیں وہ رقت اور درد ہونا چاہیئے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لے آئے۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ انسان کو اپنے خدا پر کامل یقین اور ایمان ہو۔ اور پوری امید ہو کہ اسکی دُعا ٹھکرائی نہیں جائے گی۔ ایسی حالت میں جب انسان خدا کے آگے گریگا وہ یقیناً نامراد نہیں پھرے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی اپنی ایک نظم میں فرماتے ہیں۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے۔
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو!

پس دعا ایک نہایت ہی کامیاب حربہ ہے۔ مگر افسوس بہت کم لوگ اس کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ چونکہ آجکل رمضان المبارک کے بابرکت ایام شروع ہیں اسلئے بہنوں کو چاہیئے کہ وہ خصوصیت سے دُعاؤں سے کام لیں اور تہجّد پڑھنے کی بھی عادت ڈالیں۔ کیونکہ تہجّد کے وقت کی دُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

(سکینہ بیگم بنت سیٹھی کرم الٰہی صاحب قادیان)

مسئلہ جہاد پر ایک نظر

ابتدائے آفرینش سے آجتک جب بھی خدائیتعالےٰ کا کوئی مامور اور مصلح دُنیا میں پیدا ہوا۔ تو ناعاقبت اندیش مخالفانِ دین نے اُن کی مخالفت میں کذب و افترا اور بہتان سے کام لیا۔ اپنی ناکام سعی اور ناپاک کوشش سے ہمیشہ ان کو زک پہنچانے کے لئے بے فائدہ طاغوتی تیر چلائے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وکذالك جعلنا لکل نبي عدوًا من المجرمين وكفٰى بربك هاديًا ونصيرًا مگران کے بالمقابل اللہ تعالےٰ ہمیشہ اپنے انبیاءؑ کی نصرت فرماتا رہا۔ اور کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رُسلی۔ کے ارشاد کے مطابق فتح وظفر نے ان کے قدم چومے۔ اور دُشمنانِ دین ذلیل اور خائب و خاسر رہے۔

انبیاء ہر زمانہ میں غلط عقائد کی اصلاح اور لوگوں کو صحیح راستے پر گامزن کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور اس وقت کے لوگ جو پیٹ کے پجاری ہوتے ہیں۔ پیروں، فقیروں کے بتلائے ہوئے گندے عقائد میں اس قدر لذت محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ صحیح عقائد کو ماننے میں انہیں ایک مصیبت نظر آتی ہے۔ وہ پستی میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ گڑھے کی انتہائی گہرائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وقت ان کو بچانے کا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں خدائیتعالےٰ انہیں بچانے کے لئے اور راہ ہدایت پر قائم کرنے کے لئے اپنے کسی مامور و مُرسل کو بھیجتا ہے جسکا کام لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلانا ہوتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بھی جبکہ چاروں طرف فسق وفجور کی حکومت قائم تھی۔ ضروری تھا کہ خدا تعالےٰ اپنی سنّتِ مستمرہ کے مطابق کسی پاکباز انسان کو بھیجتا۔ جو انہیں قعرِ ضلالت سے نکال کر جادۂ ہدایت پر کھڑا کرتا۔ اور بدی کی دلدل سے نکال کر نیکی کے میدان میں لیجاتا۔ ہر قسم کے فسق وفجور کے طوق توڑ کر پاکیزگیوں پر انہیں آمادہ کرتا۔ ظلمت سے نکال کر نور دکھاتا۔ سو خدا تعالیٰ نے ضرورتِ زمانہ کو محسوس کرتے ہوئے ایک ہادی و مرسل کو مامور فرمایا۔ جب اس خدا کے مامور نے گندے عقائد کی بیخ کنی کر کے نئے صاف اور پاکیزہ عقائد کے راستے پر لوگوں کو گامزن کرنا چاہا۔ تو پیروں فقیروں کے سینوں پر سانپ ہی تو لوٹ گیا۔ حقد وعناد کے سہام سے مقابلہ شروع کیا۔ معشرِ شیاطین پوری طاقت سے حق کی مخالفت کے لئے اُٹھا۔ انہوں نے دروغگوئی۔ افترا پردازی۔ دشنام طرازی اور دجل و تحریف کو اپنا شیوہ بنایا۔ مگر قادر خدا جس نے پہلے ہی سے یہ فرمایا تھا کہ کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی۔ اُس نے اپنی سنت مستمرہ کے مطابق دشمنوں کو ذلیل ومقہور کیا۔ اور آپ کی نصرت فرما کر اطرافِ عالم میں آپکی محبّت کا بیج سعید لوگوں کے دلوں میں بویا۔ اور آپ کا سلسلہ اکنافِ عالم میں پھیلا دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اوپر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان ہو چکی ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ افترقت الامۃ و تشاجرت الملۃ فمنہم حنبلی وشافعی ومالکی وحنفی وحزب المتشیعین ولا شک ان التعلیم کان واحدًا اولاً ثم اختلف الاحزاب بعد ذالک۔ فترون کل حزب بما لدیہم فرحین۔ یعنی امّت کے کئی فرقے بن گئے۔ اور ملت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض حنبلی اور شافعی اور مالکی اور حنفی اور بعض اہل تشیع بن گئے۔ اور اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں تعلیم اسلام ایک ہی تھی۔ لیکن بعد ازاں کئی گروہ بن گئے۔ اور ہر ایک اپنے عندیہ پر مسرور ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں۔" ہر فرقہ نے اپنے مذہب کا ایک قلعہ بنا رکھا ہے اور اس سے نکلنا نہیں چاہتے۔ اگرچہ اس سے بہتر صورت ان کو مل جائے۔ اور اپنے بھائیوں کی جہالت اور تاریکی کے قلعہ کو مضبوط بنا رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا اہلِ قلعہ کو خلاصی دوں اور دُور کو نزدیک کروں۔ اور سرکشوں کو عذاب الٰہی کی خبر سُناؤں۔ اور اختلاف رفع ہو جاوے۔ اور قرآن کریم پیشانیوں کا مالک اور دین اسلام کا قبلہ ہو۔"

آپ کے اس ارشاد کے مطابق آپ کی بعثت کی غرض بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس وقت جہاں معترض آپ پر اور صدہا قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ وہاں ایک یہ اعتراض بھی بہت زور شور سے کرتے ہیں کہ آپ نے آکر جہاد بالسیف بند کر دیا ہے۔ مگر یہ صریح افترا پردازی اور بہتان ہے احمدیہ جماعت کے عقائد کے مطابق جہاد کے بغیر ایمان کامل ہی نہیں ہو سکتا۔ اور کمزوریٔ ایمان محض جہاد کے نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ معترضوں کے اعتراض کا جواب دیا جائے ضروری ہے کہ یہ امر واضح ہو جائے کہ جہاد کتنی قسم کا ہوتا ہے۔ اور جس جہاد کو مدنظر رکھکر معترض شور مچاتے ہیں کب واجب ہوتا ہے۔

جہاد کی اقسام

قرآن مجید اور احادیث سے تین قسم کا جہاد ثابت ہوتا ہے۔ جہادِ اکبر۔ جہادِ کبیر جہادِ صغیر۔ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کلمۃ الحق عند سُلطان جائر الجہاد الاکبر۔ یعنی جابر سلطان کے پاس سچّی بات کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ ایسا ہی تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے۔ قال علیہ السلام ان افضل الجہاد کلمۃ حق عند سُلطان جائر و انّما افضل لانّ الجہاد بالحجۃ والبرھان جہاد اکبر بخلاف الجہاد بالسیف والسنان فانّہ جہاد اصغر۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جہاد میں سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے رُو برو حق بات کہنا ہے۔ اور یہ اس لئے افضل ہے۔ کہ حجت اور برہان کا جہاد جہاد اکبر ہے۔ اور سیف و سنان کا جہاد جہاد اصغر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح حدیث میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو فرمایا۔ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر۔ کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کیطرف واپس آئے ہیں۔ اسجگہ آپؐ نے جنگ کو جہاد اصغر قرار دیا ہے۔ اور جس جہاد کیطرف قرآن کریم ہمیں بلاتا ہے وہ یہ ہے۔ فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہٖ جھادًا کبیرًا۔ یعنی کافروں کی بات نہ مان اور قرآن کریم کے ذریعہ کفار سے بڑا جہاد کر۔ اس جہاد سے مراد وعظ و نصیحت ہے۔ اسی طرح ایک شخص کے سوال جہاد پر آپ نے فرمایا کہ فیھما فجاھد۔ یعنی والدین کی خدمت کو ہی جہاد سمجھ۔

پس قرآن کریم اور احادیث میں اپنی تمام حرکات و سکنات کو شریعت کے مطابق رکھنے کو جہاد کبیر اور جہاد اکبر قرار دیا گیا ہے۔ اور جہاد بالسیف کو جہاد اصغر کہا گیا ہے۔ لیکن جہاد اصغر کے لئے چند شرائط ہیں۔ جب وہ پائے جائیں تو مسلمانوں پر جہاد فرض ہوتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپکو ذرا ۱۴۰۰ سال پیچھے لے جائیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ نے اس وقت تک تلوار نہیں اُٹھائی جب تک کہ آپؐ کے دشمنوں نے آپؐ کو۔ اور آپؐ کے جان نثار صحابہؓ کو تکالیف پہنچا پہنچا کر جنگ کیلئے مجبور نہ کر دیا۔ جب تنگ آمد بجنگ آمد والی حالت پیدا ہو گئی۔ اور صحابہ کرامؓ کو اسقدر تکلیف دی گئی۔ کہ انہیں شدتِ گرمی کی حالت میں گرم ریت اور پتھروں پر لٹایا جاتا۔ وہ بیچارے شدتِ پیاس سے زبان باہر نکالتے۔ آہ و زاری کرتے مگر پانی کا ایک قطرہ تک ان کے حلق تک نہ پہنچایا جاتا۔ ان کے گلوں میں رسیاں باندھکر گلیوں میں گھسیٹتے بے رحمی سے قتل کرتے۔ مستورات کی بے حرمتی کرتے۔ ان کے لئے خور و نوش کی اشیا بند کرتے۔ ان کا گھروں سے نکلنا دشوار کر دیا۔ اور باوجود فراخی کے اُن پر زمین تنگ کی گئی تب خدائے تعالیٰ نے جنگ کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ فرمایا۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوت و مسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرًا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ اس آیت سے اذن قتال کی تین وجوہات معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) جس جنگ کی صحابہ کو اجازت دی گئی وہ دفاعی تھی۔ (۲) جن کو اجازت دی گئی وہ مظلوم تھے۔ (۳) انہیں مظلومی کی حالت میں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا تھا۔ اور ان پر یہ ظلم و ستم محض اس وجہ سے روا رکھا گیا کہ وہ کہتے۔ ہمارا رب اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ ان کی غرض یہ نہ تھی کہ دُوسری اقوام کے معابد ان کے ذریعہ سے گرائے جائیں۔ اور ان سے ان کا مذہب چھڑا دیا جائے۔ یا ان کو قتل کیا جائے۔ بلکہ ان کی غرض یہ تھی کہ ان کے ذریعے تمام مذاہب کی حفاظت کی جائے۔ اور سب مذاہب کے معابد کو قائم رکھا جائے۔ یہی غرض اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔ کیونکہ دنیا میں اسلام بطور شاہد اور محافظ کے آیا ہے نہ بطور ظالم اور جابر کے ظالمانہ جنگ کا خیال بدقسمتی سے غیر مذاہب سے مسلمانوں میں آیا ہے۔ ورنہ اسلام میں تو اس کا نام و نشان نہ تھا۔ جیساکہ قرآن کریم کی متعدد آیاتِ کریمہ میں بیان ہوُا۔ مثلاً قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ نیز فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغي اور ان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔ اسی طرح فرمایا۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ ان اللہ لا یحب المعتدین۔

ان آیات سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف دینی جنگ کا حکم دیتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ زیادتی نہ کرو۔ بلکہ اگر وہ باز آجائیں تو لڑائی چھوڑ دو۔ دین کے قبول کرنے میں کوئی زبردستی نہیں۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اسلام کا اعلان کر دے۔ پھر جس کا جی چاہے قبول کرے اور جس کا دل نہ چاہے اس کیلئے کوئی زبردستی نہیں۔ ایک دُوسری آیت وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ میں قتال کی اصل غرض بیان کی گئی۔ جو بخاری شریف میں یُوں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ایک سال تو حج کرتے ہیں۔ دُوسرے سال عمرہ۔ اور جہاد فی سبیل اللہ ترک کر بیٹھے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جہاد کے لئے بار بار ترغیب دی ہے۔ اس پر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا پانچ نمازیں پڑھنا۔ روزے رکھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ بشرط استطاعت بیت اللہ کا حج کرنا (یعنی اس میں جہاد کا ذکر نہیں) اس شخص نے کہا۔ کہ آپ آیت وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا اور آیت وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ الخ نہیں پڑھتے؟ آپؓ نے جواب میں فرمایا کہ ہم اس غرض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پورا کر چکے ہیں۔ وکان الاسلام قلیلاً فکان الرجل یفتن فی دینہ اما قتلوہ واما یعذبوہ حتیٰ کثر الاسلام فلم تکن فتنۃ (بخاری) یعنی اسوقت مسلمان تھوڑے اور کمزور تھے۔ اور کفار اسلام قبول کرنیوالے ہر شخص کو فتنہ و فساد اور مصائب میں مُبتلا کرتے تھے۔ یا قتل کر دیتے تھے۔ یا ہمیشہ تکلیف میں مبتلا رکھتے۔ یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا اور فتنہ باقی نہ رہا۔

مندرجہ بالا آیات اور قول حضرت ابن عمرؓ سے ظاہر ہے۔ کہ جہاد بالسیف اسوقت واجب ہوتا ہے۔ جب دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ سے کام لیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جب کوئی مسلمان ہونا چاہے تو اُسے تلوار کے زور سے روکا جائے اور اگر مسلمان ہو جائے تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ یا اُسے ہمیشہ عذاب اور تکلیف دیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا جہاد کے متعلق ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاد کا مفہوم انہی معنوں میں لیتے ہیں جن معنوں میں صحابہ کرامؓ لیا کرتے تھے۔ اور جو مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ وہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا چنانچہ آپؑ کشتی نوح حاشیہ صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں:-

"پس سنو۔ اے نادانو۔ مَیں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی۔ اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کیلئے ہم پر تلوار چلاتی ہے۔ قرآن کریم کی رُو سے مذہبی جنگ کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی"

اسی طرح نور الحق حصہ اوّل صفحہ ۴۵ میں فرماتے ہیں:-

"جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف یُونہی لڑائی کیلئے حکم نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ جو خدائیتعالیٰ کے بندوں کو اسپر ایمان لانے اور اس کے دین میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ اور اس بات سے کہ وہ خدائیتعالیٰ کے حکموں پر کاربند ہوں اور اس کی عبادت کریں۔ اور ان لوگوں سے لڑنے کا حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں سے اور وطنوں سے نکالتے ہیں۔ اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں۔ اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ اور لوگوں کو مُسلمان ہونے سے روکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے۔ اور مومنوں پر واجب ہے کہ اُن سے لڑیں۔ اگر وہ باز نہ آئیں"۔

آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے۔ کہ آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جہاد بالسیف کو واجب قرار دیا ہے لیکن چونکہ حکومت برطانیہ ہمیں نماز روزہ اور دیگر عبادات اسلامیہ سے روکتی نہیں۔ اور اشاعت اسلام سے منع نہیں کرتی۔ گویا کسی طرح بھی مداخلت فی الدین کی مرتکب نہیں ہوتی۔ اور کسی کو جبراً اپنے مذہب میں داخل نہیں کرتی۔ بلکہ سب مذاہب کو اس نے یکساں طور پر آزادی دے رکھی ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فتویٰ دینا کہ اب دینی جنگ حرام ہے۔ قرآن مجید کے منشاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد کو منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ جہاد کی فرضیت اور حقیقت کو آشکارا کر دیا ہے۔ اور آپؑ نے اسی جہاد کو دنیا میں پھیلایا جس کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اور جس پر صحابہ کرام کاربند رہے۔ اگر مخالفین احمدیت اس حقیقت کو سمجھ لیں تو وہ کبھی اعتراض نہ کریں۔ مگر انکی حالت یہ ہے کہ نہ تو وہ جماعت احمدیہ کے نظریہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ خود ہی جہاد بالسیف کرتے ہیں۔ (دامنۃ السلام از دولمیال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کی آمد

یہ مہینہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی بے انتہا رحمتوں کا نزول ہوتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جتنی برکات اس ماہ میں نازل ہوتی ہیں اتنی ایک ہزار مہینوں میں نہیں ہوتیں جنت کے تمام دروازے اسی ماہ میں کھولے جاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ ماہ برکات کے نزول کا ہے۔ اور ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے حصہ لیتا ہے رمضان کی آمد ہزاروں قلوب میں تروتازگی بخشتی ہے۔

وہ مسلمان جو بھول کر بھی سال کے دوران میں مسجد کا رخ نہیں کرتے۔ رمضان میں مسجدیں ان سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو بغیر گالی دیئے ایک لفظ بھی زبان سے نکالنا برا سمجھتے ہیں۔ رمضان میں ان کی زبانیں فحش گوئی سے پاک نظر آتی ہیں۔

پھر اس ماہ میں چونکہ ہر ایک سحری کے لئے اٹھتا ہے۔ اسلئے وہ تہجد کی نماز آسانی سے ادا کر سکتا ہے۔ اور بہت سے لوگ جو ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھنے کے عادی نہیں ہوتے خصوصیت کیساتھ اس ماہ میں تہجد اٹھ کر پڑھتے ہیں۔

قرآن کریم میں روزوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ؕ یعنی اے مومنو! خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے روزے فرض کئے۔ مگر یہ روزے کوئی نئی چیز نہیں بلکہ پہلی قومیں بھی اسی فریضہ پر عمل کرتی رہی ہیں۔ اور یہ اسلئے ہے تا تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزوں کی اصل غرض تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ رکھے۔ لیکن وہ اپنی زبان کو لغو اور فضول باتوں میں لگائے رکھے۔ تو اس کا روزہ ایک فاقے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھیگا۔

تتقون کے ایک معنے برائیوں سے بچنے کے بھی ہیں۔ اور یہی غرض روزوں کی ہے۔ اسکے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ کہ ان مبارک ایام میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان قید کیا جاتا ہے۔

غرض یہ ماہ بہت ہی مبارک ہے۔ اس میں انسان کو بہت سی نیکیاں کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس آؤ۔ کہ ہم حقیقی معنوں میں روزہ رکھیں۔ تا ہمارا خدا ہمیں مل جائے۔ کیونکہ باقی چیزوں کی جزا تو اور اور چیزیں ہیں۔ مگر روزوں کی جزا خود خدا ہے۔

پس کثرت سے تہجد پڑھو۔ اور کثرت سے استغفار کرو۔ اور اپنے گذشتہ گناہوں کی معافی چاہو۔

یتیموں اور مسکینوں کی خبرگیری کرو۔ اور ان کو حسب وسعت کچھ نہ کچھ دو۔ اور سب سے بڑھکر دعائیں لگے رہو۔ کیونکہ دعا ہی ہے۔ جو انسان کو تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برکاتِ رمضان

از صاحبزادی امۃ العزیز بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ

یوں تو سال میں کئی مہینے ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ لوگوں کے لئے ہر ایک با برکت اور قابلِ قدر ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے خود ہی ان میں سے ایک کو ممتاز قرار دیکر اپنے سب بندوں کو دعوتِ عام دیدی یعنی دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔

رمضان ہی وہ پاک مہینہ ہے جسمیں قرآن شریف کا نزول ہؤا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شھرُ رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ ھدًی للناس و بیّنٰت من الھدیٰ۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ قرآن پاک کے نزول کا آغاز رمضان کے مہینہ میں ہؤا۔ قرآن مجید کے ہدایات و بیّنات پر مشتمل ہونے کا بے نظیر انکشاف رمضان ہی میں ہوتا ہے۔ اور رمضان المبارک کے دنوں میں قرآنی علوم کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور پیاسے رکھ کر یہ شرابِ طہور پلائی جاتی ہے۔

روزہ انسان کو بھوک اور پیاس کے ذریعہ تکبّر سے بچاتا ہے۔ اس کی کمزوری کا اس پر اظہار کرتا ہے۔ ایک مہینہ کی مشق سے انسان کو ضبط نفس کا بہترین سبق دیا جاتا ہے۔ رمضان موسم گرما میں بھی آتا ہے۔ اور سرما میں بھی۔ خزاں میں بھی اور بہار میں بھی۔ ۶۰-۳ سال روزہ رکھنے والا ہر موسم کے روزے رکھ سکتا ہے۔ روزہ درحقیقت بندے کو

الائشوں سے دھو کر پاک صاف بنا دیتی ہے۔ بس دعائیں کرو۔ اور خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو۔ وہ ہر گھڑی اور ہر آن تمہارے پاس ہے۔

اگر حقیقی معنوں میں روزوں کے فرائض کو ادا کیا جائے۔ تو ممکن ہی نہیں۔ کہ وہ عید جو روزوں کے بعد آتی ہے۔ وہ مومن کے لئے حقیقی عید کا پیغام نہ لائے۔ قرآن شریف کی تلاوت کثرت سے کرو۔ اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے لئے وقف کردو۔ کیونکہ نہیں معلوم کہ آئندہ ہمیں پھر یہ موقعہ ملے یا نہ ملے۔

امۃ الرشید درجہ ثالثہ

صحتِ انسانی کو نقصان پہنچانیوالی باتیں!

(۱) گرم جگہ سے سرد جگہ پر یکدم جانا۔ (۲) سوکر اُٹھنے کے بعد فوراً نہانا۔ (۳) باسی کھانا کھانا۔ (۴) رات کو شبنم میں سونا۔ (۵) چاند کی روشنی میں کتاب پڑھنا (۶) دھوپ میں ننگے سر پھرنا۔ (۷) کیلے کے ساتھ لسی کا پینا۔ (۸) مچھلی کے ساتھ دودھ۔ دہی۔ گنے کا رس یا شہد کھانا۔ (۹) دھوئیں دار کوئلے سے مکان کو گرم کرنا۔ (۱۰) مٹی کے تیل کا چراغ جلا کر مکان بند کرنا (۱۱) چراغ کو پھونک مار کر بجھانا۔ (۱۲) گیلی زمین پر بیٹھنا اور سونا۔ (۱۳) دن چڑھے تک سوتے رہنا۔ (۱۴) کئی آدمیوں کا ایک کمرے میں مُنہ بند کرکے سونا۔ (۱۵) بند کمرے میں یکدم جانا۔

خورشید انور امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے رنگ میں رنگین کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ہر ایک نیکی کا بدلہ دس گنے۔ بلکہ سات سو گنے تک ہوگا۔ سو ایسے روزے جو خالص میرے رنگ میں رنگین ہو کر رکھے گئے۔ انکا بدلہ بھی مَیں اپنی خاص رضا کے ذریعہ دونگا۔

رمضان کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت تہجد کی نماز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ نمازوں میں سے سب سے بہتر تہجد کی نماز ہے۔ جب تک ہمارے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت نہ ہو۔ اس کا عشق نہ ہو۔ جو ہمیں بے چین کردے۔ اور دل میں سوز وگداز نہ ہو۔ تہجد کی نماز پڑھنی مشکل ہوتی ہے۔ خدا کو یہ نماز بہت پسند ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس وقت فرماتا ہے کون ہے۔ جو استغفار کرتا ہے۔ تاکہ مَیں اسکو معاف کروں۔ کون ہے۔ جو میرے قرب کے لئے دُعائیں مانگتا ہے۔ تاکہ مَیں اپنے قرب کے دروازے اُسپر کھول دوں۔ رمضان میں جب ایک مہینہ برابر نماز تہجد پڑھی جائیگی۔ تو رفتہ رفتہ انسان اس کا عادی بھی ہو جائیگا۔

انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک طرف حقوق اللہ کو ادا کرے اور دُوسری طرف حقوق العباد کو۔ حقوق العباد میں مال کے متعلق دو پہلو ہیں۔ اوّل یہ کہ دُوسروں کا مال ناجائز طریق پر مت کھاؤ۔ دُوسرے یہ کہ اپنے مال میں سے غرباء و مساکین کو دو۔ ان دونوں باتوں پر عمل کرنے کا عمدہ ذریعہ روزہ ہے۔ جب انسان اپنے مال کو۔ اپنی خوراک کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑ دے گا۔ تو دُوسروں کا مال ناجائز طور پر کیوں لیگا۔ پھر اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ اپنے مال سے دُوسروں کو بھی دو۔ اُمراء کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ غریبوں کو پیٹ بھر کر روٹی بھی ملتی ہے یا نہیں۔ اور انہیں بھوک کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ مگر ایک ماہ کے روزے رکھنے سے یہ احساس ان کے دل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت میں بھلا کس کو کلام ہے۔ لیکن احادیث میں آتا ہے کہ آپ ان دنوں اتنی خیرات کرتے تھے کہ جس کو تیز ہوا سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ چُنانچہ ان دنوں خیرات پہلے سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اس طریق سے بنی نوع انسان سے الفت و محبّت بڑھتی ہے۔

الغرض رُوحانیّت کا بہترین ذریعہ روزہ ہے اور اس کی بیشمار نعمتوں سے وہی متمتع ہوتے ہیں جو روزہ کو روزہ سمجھ کر رکھتے ہیں۔ چونکہ آجکل رمضان المبارک کا آغاز ہے۔ اور وہ بابرکت ایام اللہ تعالیٰ نے ہمیں پھر عطا کئے ہیں۔ جنمیں مومنوں اور مومنات کو اس کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ اسلئے تمام بہنوں کو ان ایام سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا کرنی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فیوض رمضان

چونکہ ماہِ رمضان میں دُعا اور عبادت و نوافل پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس لئے رمضان کا مبارک مہینہ وہ خاص مہینہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس مہینہ میں اپنے بندوں کے بہت زیادہ قریب ہو جاتا ہوں۔ اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی رحمت و برکت کا نزول دُوسرے مہینوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم جیسی کتاب کا نزول ہوُا۔

ان مبارک ایّام کا مقصد اللہ تعالیٰ نے خود بتایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزہ کی غرض و غائت بھُوکا پیاسا رہنا نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔ کہ اگر انسان روزہ رکھکر پھر گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اور تقویٰ کو اپنا شعار نہیں بناتا۔ تو خُدا تعالیٰ کو اُس کے بھُوکے پیاسے رہنے کی کوئی پروا نہیں۔ پس ان مبارک دنوں میں انسان کو چاہیئے۔ کہ اپنی کمزوریوں اور سُستیوں کو دُور کرے۔ نمازوں کو سنوار کر ادا کرے خشیتِ الٰہی پیدا کرے۔ اور تقویٰ کی راہوں پر گامزن ہونے کی کوشش کرے۔ کیونکہ روزہ کا مقصد یہی ہے۔

پھر رمضان کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ۔ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۔ یعنی جب میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں۔ تو انہیں کہہ دے۔ کہ مَیں تو بہت قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پُکار کو سُنتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ مجھے قبول کریں اور مجھ پر ایمان لاکر ہدایت حاصل کریں۔ تو ان ایام میں ضروری ہے کہ خاص طور پر دُعاؤں پر زور دیا جائے۔ دُعا کے ذریعہ نہ صرف بندے اور خدا میں تعلق بڑھتا ہے۔ بلکہ یہی وہ چیز ہے۔ جس سے انسان دُکھوں اور تکلیفوں سے نجات حاصل کرتا۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے۔

روزہ کو اسلامی عبادت میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ ہر چیز کا دروازہ ہوتا ہے۔ اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام باب الریان ہے جس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ نیز فرمایا۔ روزہ غضب الٰہی سے بچنے کیلئے ایک ڈھال ہے۔ تم میں سے اگر کوئی روزہ دار ہو تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ درشت کلامی کرے۔ اور نہ زیادہ باتیں کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دے۔ یا لڑائی جھگڑا کرے۔ تو وہ صرف یہ کہدے کہ مَیں تو روزہ دار ہوں۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روزہ کو ڈھال سے تشبیہ دی ہے۔ اور اس میں کیا شُبہ ہے کہ روزہ انسان کو گناہوں سے بچاتا۔ اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھتا ہے۔

الغرض روزہ ایک رُوحانی علاج ہے۔ وہ شخص جو اس سے شفا حاصل نہیں کرتا۔ اس کا اپنا قصور ہے۔ پس باوجود اہل ہونے کے خدا کے اس فریضہ کی طرف توجہ نہ کرنا اور بغیر کسی خاص عذر کے صائم نہ ہونا درست نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر کسی رخصت یا بیماری کے چھوڑتا ہے۔ باقی سارے سال کے روزے اس کا عوض نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح بیمار و مسافر کے لئے روزہ رکھنا درست نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رخصتیں ہیں جنپر عمل کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اس کے احکام کی تعمیل کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کیلئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضئ خدا

(محمودہ ثروت قادیان)

روزوں کے متعلق
بعض ضروری مسائل

روزہ ایک فرض ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مقرر کیا ہے۔ اس کی صورت قرآن کریم میں یہ بیان ہُوئی ہے۔ کہ کلوا واشربوا حتّٰی یتبیّن لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل ولا تبا شروھن۔ یعنی تم اس وقت تک کھاؤ پیؤ جب تک کہ تمہارے لئے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگہ ظاہر نہ ہو جائے۔ یعنی صبح صادق کا ظہور ہو جائے۔ پھر روزہ کو رات تک پُورا کرو۔ اور اپنے مخصوص تعلقات کی طرف رجوع نہ کرو۔ حتّٰی کہ سُورج کی ٹکیہ غروب ہو جائے۔

روزہ ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے بشرطیکہ بیماری یا سفر میں نہ ہو۔ بالغ ہونے سے مُراد جسمانی قویٰ کی تکمیل ہے۔ یہ تکمیل عام طور پر پندرہ (۱۵) یا اٹھارہ (۱۸) یا اکیس (۲۱) سال تک ہو جاتی ہے۔ بہر حال جس کی جسمانی قوتیں کامل ہو جائیں۔ اسپر روزہ فرض ہو جاتا ہے۔

رمضان کی ابتدا رمضان کا چاند دیکھنے سے ہوتی ہے۔ ہاں اگر آسمان پر بادل ہوں۔ تو شعبان کے تیس (۳۰) دن پورے کرنے چاہئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح رمضان کا اختتام شوال کا چاند دیکھنے یا رمضان کے تیس۳۰ روزے پورے کرنے پر ہوتا ہے۔ روزوں کی چار قسمیں ہیں۔ اوّل فرضی۔ دوم نفلی۔ سوم نذری۔ چہارم کفاری۔

فرضی وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر فرض کئے گئے۔ جن کا رکھنا ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو۔ یا اسے بیماری کا یقین ہو۔ یا سفر پر ہو۔ یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو۔ ایسے لوگ جو بیمار ہوں۔ یا سفر پر ہوں۔ اُن کے لئے حکم ہے۔ کہ وہ دُوسرے اوقات میں روزے رکھیں۔

جو لوگ بالکل معذور ہو گئے ہوں یا دائمی مریض ہوں۔ ان کے لئے کوئی روزہ نہیں۔ اُنہیں چاہیئے۔ کہ اگر طاقت رکھیں تو ایک مسکین کو کھانا بطور فدیہ روزانہ دیتے رہیں۔ اور اگر رمضان میں کوئی شخص بھول کر کوئی چیز کھا پی لے۔ تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ کھول دے اس خیال سے کہ شام ہو گئی ہے۔ حالانکہ ابھی شام نہیں ہوئی۔ تو اس شخص کو ایک اور روزہ رکھنا چاہیئے۔ جو شخص رمضان میں روزہ رکھ کر جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے توڑ دے۔ تو اُس کے لئے کفارہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو ساٹھ دن کے متواتر روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔ اور جس شخص کو کوئی عذر نہ ہو یعنی نہ وہ مسافر ہو۔ نہ مریض۔ اس کے لئے دن کو وقت کھانا پینا اور مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرنا حرام ہے۔ اگر سحری کھانے کا موقع نہ ملے۔ تو روزہ چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ سحری کا کھانا روزہ کے لئے شرط نہیں۔ ویسے سحری کا کھانا ایک مبارک بات ہے جو پو پھٹنے سے ذرا پہلے کھانی چاہیئے۔ تاکہ جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے۔ مزدوری پیشہ لوگ مثلاً ہر کارے۔ ڈرائیور یا گارڈ وغیرہ مسافر نہیں ہیں۔ ان کو ضرور روزہ رکھنا چاہیئے۔ اور جو زمیندار ہیں ان کو چاہیئے کہ گیارہ ماہ اتنی محنت کریں کہ ایک ماہ مزدوری اور محنت و مشقت سے رہائی پاکر روزے رکھ سکیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی طرح بھی مشقت سے رہائی نہیں پا سکتا۔ تو ایسا شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتوے کی رو سے بیمار اور مسافر کے حکم میں ہے۔ ایسے شخص کو چاہیئے کہ فراغت کے دنوں میں روزے رکھے۔

دوسری قسم کے روزے نفلی ہیں۔ ان کے رکھنے سے ثواب ہے۔ اور نہ رکھنے سے گناہ نہیں ہوتا یہ روزے ماہ شوال میں چھ اور ہر ماہ میں تین۔ پیر اور جمعرات کے دن رکھے جاتے ہیں۔ ماہ ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو بشرطیکہ آدمی حج کے لئے میدانِ عرفہ میں حاضر نہ ہو۔ روزہ رکھنا بھی افضل ہے۔ لیکن سال بھر لگاتار روزے رکھنا اور دونوں عیدوں کے دن روزے رکھنا منع ہے۔ اگر کوئی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دے۔ تو اسکی قضا واجب نہیں۔ اس کی قضا بھی نفلی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری قسم کے روزے نذری ہیں۔ یہ روزے نہ خدا تعالےٰ نے مقرر کئے ہیں۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے ثابت ہیں۔ بلکہ انسان خود ان کو اپنے ذمہ مقرر کرتا ہے۔ تاکہ اس کے نفس کا تزکیہ ہو۔ یا کہتا ہے۔ کہ میرا فلاں کام اگر خدا تعالےٰ کر دے۔ تو میں اتنے روزے رکھوں گا۔ ان کا رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر نذری روزے رکھکر توڑے جائیں تو ان کی قضا واجب ہوتی ہے۔

چوتھی قسم کے روزے کفاری ہیں۔ یہ روزے کسی حکم کے توڑنے کی وجہ سے یا کسی فرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے مومن کے ذمہ پڑتے ہیں۔ تاکہ گناہ کا کفارہ ہوں۔ یہ روزے حسب ذیل ہیں:۔

اوّل کوئی شخص قسم کھا کر توڑ دے تو دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑے دینے یا ایک غلام آزاد کرنیکی طاقت نہ رکھتا ہو۔ تو تین دن کے روزے رکھے

دوئم۔ جو رمضان کا روزہ عمداً توڑے۔ یا کسی مومن کو غلطی سے قتل کرے۔ اور خونبہا ادا کرنیکی طاقت نہ رکھے۔ یا اپنی عورت سے ظہار کرے اور غلام آزاد کرنیکی طاقت نہ رکھے۔ تو وہ ساٹھ دن کے لگاتار روزے رکھے۔ اگر ایک روزہ بھی کسی عذر سے چھوٹ جائے۔ تو پھر ابتدا سے شروع کرے۔ اسی طرح جو شخص حج اور عمرہ دونوں کرلے۔ اور قربانی نہ پائے۔ تو وہ تین دن مکہ معظمہ میں روزے رکھے۔ اور سات اپنے گھر میں آکر۔ اور اگر کسی وجہ سے احرام کی حالت میں سر منڈوائے تو تین دن روزے رکھے۔

وہ کام جو روزہ میں کرنے جائز ہیں۔ یہ ہیں:۔

نہانا۔ مسواک کرنا۔ تر کپڑے پہننا۔ آئینہ دیکھنا۔ بدن کو تیل لگانا۔ معانقہ کرنا بشرطیکہ اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو۔ حجامت کرانا۔ سینگی لگوانا۔ خوشبو سونگھنا یا لگانا۔ کلی کرنا یا کوئی ایسی چیز مُنہ میں ڈالنا جس کا کوئی مزا ہو بشرطیکہ حلق میں نہ اُترے۔ تھوک نگلنا۔

وہ کام جو روزہ میں ممنوع ہیں۔ یہ ہیں:۔

حقنہ کرانا۔ لغو باتیں کرنا۔ لڑائی کرنا۔

چونکہ خدا تعالےٰ حکیم ہے اسلئے اسکا ہر ایک کام پُر حکمت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے قرآن مجید میں روزہ کی حکمتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ لتکبروا اللہ علیٰ ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون ۝ یعنی تاکہ تم اللہ تعالےٰ کی بڑائی کرو۔ اس وجہ سے کہ اس نے تم کو سچا راستہ دکھایا۔ اور تاکہ تم میں شکر گذاری کا مادہ پیدا ہو۔ یعنی ایک تو روزے کا یہ فائدہ ہے کہ روزوں میں کھانے پینے کی چیزوں سے فارغ ہونیکی وجہ سے اور مادیت کیطرف سے توجہ ہٹ جانیکی وجہ سے تم اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرو گے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح بھوک کی تکلیف محسوس کرکے تمہارے دل میں شکر گذاری کا مادہ پیدا ہوگا۔ عام طور پر انسان کا قاعدہ ہے کہ جب تک اس کے پاس کوئی نعمت ہو اس کی قدر نہیں کرتا مگر جب وہ نعمت اس سے جاتی رہے۔ تب اسکی قدر محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً بہت سے آنکھوں والے آدمیوں کے ذہن میں یہ ساری عمر نہیں آتا۔ کہ آنکھیں بھی خدا تعالیٰ کی کوئی بڑی نعمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ مگر جس کی آنکھیں جاتی رہتی ہیں وہ کہتا ہے کہ بینائی سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں۔ اسی طرح روزہ میں جب انسان بھوکا رہتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسے کیسا آرام عطا فرمایا ہوا تھا۔ اور یہ کہ اسے اپنی آرام اور راحت کی زندگی کو لغو اور فضول کاموں میں صرف نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ نیک اور مفید کاموں میں صرف کرنا چاہیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ روزہ کی حکمت یہ بیان فرماتا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ یہ لفظ قرآن مجید میں تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک دکھوں سے بچنے کے معنوں میں۔ دوسرے گناہوں سے بچنے کے معنوں میں۔ تیسرے رُوحانیت کے اعلیٰ درجے حاصل کرنے کے معنوں میں۔ پس تتقون کے لفظ میں خدا تعالیٰ نے تین حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔ اوّل یہ کہ انسان روزہ کے ذریعہ دکھوں سے بچ جاتا ہے۔ ظاہراً تو بات قابلِ تسلیم نہیں۔ مگر جب غور سے دیکھا جائے تو روزہ درحقیقت انسان کو دو سبق سکھاتا ہے۔ اوّل یہ کہ دولتمند لوگ جو سال بھر عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے رہتے ہیں۔ ان کو اپنے ان غریب بھائیوں کی تکلیف کا احساس تک نہیں ہوتا۔ جو فاقہ کشی میں دن گذارتے ہیں۔ کیونکہ نہ انہوں نے بھوک کی تکلیف دیکھی ہوتی ہے۔ نہ وہ بھوک کی تکلیف کا اندازہ کر سکتے ہیں لیکن جب انہیں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ تب انکو محسوس ہوتا ہے کہ بھوک کی تکلیف کیسی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے غریب بھائیوں

کی تکلیف کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں جس سے ہمدردی کا جوش دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ قوم کی ترقی اور حفاظت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ اسلام نہیں چاہتا کہ لوگ کاہل اور غافل ہوں۔ دُکھ اور تکلیف سہنے کے عادی نہ ہوں۔ بلکہ اس کا منشاء ہے کہ بوقت ضرورت وہ ہر قسم کی مشقت و تکلیف سہنے کی قابلیت رکھتے ہوں اور روزوں سے یہ مادہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر روزوں سے انسان گناہوں سے بھی بچ جاتا ہے۔ کیونکہ گناہ درحقیقت مادی لذات کیطرف جھکنے کا نام ہے۔ جب کوئی شخص روزوں میں ان تمام لذتوں کو جو بعض اوقات گناہ کیطرف کھینچتی ہیں خدا تعالیٰ کیلئے چھوڑتا ہے۔ اور ایک مہینہ تک برابر اپنے نفس پر قابو پانے کی عادت ڈالتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ان لالچوں کا مقابلہ آسانی سے کر سکتا ہے۔ جو اُسے گناہ کی طرف کھینچتی ہیں۔

پھر تقویٰ کے قیام میں روزوں سے اس طریق سے بھی مدد ملتی ہے کہ ان دنوں چونکہ رات کو کھانا کھانے کیلئے اُٹھنا پڑتا ہے۔ اس لئے زیادہ دُعاؤں اور عبادت کا موقعہ ملتا ہے۔ دُوسرے جب بندہ خدا تعالیٰ کیلئے اپنے آرام کو چھوڑتا ہے۔ تو خُدا تعالیٰ بھی اسکو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اسکی رُوح کو طاقت عنایت فرماتا ہے۔ اور اس سے بڑا فائدہ بھلا کونسا ہو سکتا ہے کہ رُوح طاقتور ہو جائے۔ اور طاقتور ہونے کیوجہ سے ترکِ شر اور ایصالِ خیر پر قابو پالے۔

پس روزوں کے ایام نہایت ہی بابرکت ہیں۔ تمام بہنوں کو چاہیئے کہ وہ ان سے پُوری طرح فائدہ اُٹھائیں۔

(راقمہ عمادہ بیگم محلہ ناصر آباد قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہِ آتشیں

یہ میری آخری نظم ہے۔ جو میں نے اپنی ہمشیرہ مرحومہ رضیہ بیگم نور اللہ مرقدھا کی یاد میں کہی۔ مطلع ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء کو اتفاقاً میری زبان پر آگیا تھا۔ مگر نظم کی تکمیل بعد میں ہوئی۔

خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل ایڈیٹر مصباح

آج وہ دن ہے کہ جب اے طوطیٔ سدرہ نشیں
چھوڑ کر دنیا بنی تو زینتِ خلدِ بریں

تیلیاں ٹوٹیں قفس کی جب قضا کے ہاتھ سے
شاخِ طوبیٰ پر ہوئی اک آن میں جاکر مکیں

امتحاں مشکل تھا لیکن ہوگئی تو کامیاب
جان دیکر تو نے پایا قربِ ربّ العٰلمیں

تیری خوش بختی پہ شاہد ہے شہادت کا مقام
رشک کے قابل سمجھتے ہیں جسے سب عارفیں

خاک سے اُٹھ کر تو ہمدوشِ ثریا ہوگئی!
آسمانی بن گئی تو چھوڑ کر سطحِ زمیں

جسمِ خاکی مٹ گیا پر نیکیاں باقی رہیں
نقش ہیں ہر قلب پر تیری خصالِ بہتریں

پیکرِ انوار تھی تو۔ عاقل و ہشیار بھی
مُسکراہٹ تھی لبوں پر اور آنکھیں شرمگیں

تجھکو قسّامِ ازل نے خوبیاں بخشی تھیں وہ
دیکھکر کہتا جنہیں ہر نکتہ داں صد آفریں

مفتخر تھی حُسنِ صورت سے بھی لیکن ساتھ ہی
حُسنِ سیرت تھا ترے چہرے سے ظاہر بالیقیں

پاکدل ہمدرد تھی تو۔ صابر و نیکو شیم
آہ! کس کس بات کو روئے مری جانِ حزیں

احمدیت کی تھی شیدا۔ عاشقِ دینِ خدا
نورِ ربانی کی جلوہ گاہ تھی تیری جبیں

بادۂ حُسنِ ازل سے ہوگئی سرشار تو!
پی لیا ساقی کے ہاتھوں ساغرِ حق الیقیں

دُور تر آنکھوں سے ہوکر آگئی نزدیک تر
تو جدا ہو کر بھی آخر ہوگئی دل کے قریں

یاد آیا آج مجھکو پھر ترا یومِ وصال
یاد میں تیری ہوا پھر دل مرا اندوہگیں

لُٹ گیا امن و سکوں جاتا رہا صبر و قرار
رہ گئی اب دل جلانیکو اک آہِ آتشیں

اے اللہ العالمین اے جامع المتفرقیں
مدتیں گذریں نہیں دیکھا رضیہ کو کہیں

خواب ہی میں مجھکو دکھلادے وہ روئے جانفروز
آہ! وہ صورت کہ تھی جو غیرتِ ماہِ مبیں

دل تڑپتا ہے۔ مری جان ہے حزین و بیقرار
مجھکو اب بھاتے نہیں نرگس گلاب و یاسمیں

بارِ غم سے اے خدا خم ہو چلی اب تو کمر
رحم فرما اے مرے سلطان و خیر المحسنیں

تو رضیہ کو عطا کر دولتِ فضلِ عظیم
بخش تو اُسکو کرم سے قربِ فخر المرسلیں

اُسکے سر پر ہو الٰہی سایۂ ابرِ کرم۔
روزِ محشر جب ہوں یکجا اوّلیں و آخریں

التجا ہے تجھ سے یہ اے مالکِ ارض و سما
تو بنا اُسکو جلیس و ہمنشینِ منعمیں

جنت الماویٰ ہو اُسکا اے مرے پیارے مقام
فضل سے کردے اُسے تو داخلِ دار السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملاقات نتیجہ خیز ہونی چاہیئے

انسان کو اللہ تعالیٰ نے متمدن بنایا ہے۔ اور تمدن کا ایک پہلو آپس کی ملاقات اور باہم میل جول ہے۔ اب اگر ہماری ملاقاتیں دوسری بہنوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہوں۔ اور شادی و غمی میں ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنی بہنوں کو کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ پہنچانا اپنا مقصد قرار دے لیں تو بہت کچھ ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔ ورنہ فضول گپیں ہانکنے کی خاطر اگر ہم کسی دوسری بہن کو ملیں گی۔ تو نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں نکلیگا کہ ہمارے گناہوں کی فہرست میں اور اضافہ ہو جائیگا۔ اگر ہر احمدی بہن سمجھ لے کہ میں اگر کسی بہن کی شادی کی تقریب میں شامل ہونگی تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے اور اسلامی احکام پر چلنے کی تلقین کرونگی۔ بیہودہ رسوم کو ترک کرنے کی تحریک کرونگی۔ اور اسراف سے بچنے کی ترغیب دلاؤنگی۔ اور اگر کسی بہن کی ماتم پرسی میں شامل ہونگی۔ تو اس کے عزیزوں کو خلاف اسلام کلمات زبان سے نکالنے اور خدا تعالیٰ کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے سے باز رکھونگی۔ اور صبر کا سبق دونگی۔ تو قوم کی قوم اسلامی تعلیم کا نمونہ بنجائے اور خدا تعالیٰ کے فضل بارش کی طرح برسنے لگ جائیں۔

مگر آجکل ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی بہن کو اپنے کسی عزیز کی وفات کا صدمہ پہنچا ہو۔ تو اس حادثہ کی خبر سنکر عورتیں گروہ در گروہ بنکر وہاں پہنچ جاتی ہیں۔ اور کئی ان میں سے غمزدہ ماں کے گلے لگ کر چیخیں مار کر رونا شروع کر دیتی ہیں۔ اور اسے اور زیادہ رُلاتی ہیں۔

اسی طرح شادی کی تقریبات میں اسلامی احکام کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا پس میں احمدی خواتین سے عرض کرنا چاہتی ہوں۔ کہ آپ سب کو دین اسلام اور سنت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پختگی سے قائم رہنا چاہیئے۔ اور بیہودہ رسوم کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اسی طرح عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عورتوں میں وقت کی ذرا بھی قدر نہیں ہوتی۔ بیٹھے بیٹھے خیال آیا۔ تو اُٹھ کر کسی سہیلی کو ملنے چل پڑیں پھر پہروں اپنے وقت کا بھی خون کرتی ہیں اور دوسری کے اوقات کو بھی ضائع کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عورتوں کی اکثر ملاقاتیں محض بے نتیجہ ہوتی ہیں۔ انکی ہمدردی بعض دفعہ بے دردی کا رنگ رکھتی ہے اور اگرچہ وہ غمگساری کرنے جاتی ہیں۔ مگر تماشہ بھی دیکھنے جاتی ہیں۔ کہ فلاں رونی کس طرح تھی۔ کیا کیا حرکات اس سے سرزد ہوتی تھیں۔ یا شادی کے موقعہ پر دُلہن کی ہر حرکت و سکون پر نکتہ چینی ہوتی ہے۔ جو پسندیدہ طریق نہیں۔ پس ہماری ہر ملاقات نتیجہ خیز ہونی چاہیئے۔ اور وقت کو ضائع کرنے سے بچنا چاہیئے۔ اگر نیک شریف اور اہل علم خواتین کے پاس اس نیت سے آمد و رفت رکھی جائے کہ نیکی و تقویٰ میں ترقی ہو اور معلومات میں اضافہ۔ تو یہ بہت زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ گپیں ہانکنے، غیبت کرنے یا بیہودہ باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنے کیلئے کسی سہیلی کے پاس بیٹھا جائے۔ (نصیرہ نزہت درجہ ثانیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقیدۂ تناسخ پر اعتراضات

تناسخ کے معنی ہیں گناہوں اور نیکیوں کے باعث بار بار جنم لینا۔ آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کی رُوح اپنے کرموں کے بدلے بار بار جنم لیتی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ رُوح اور مادہ حادث نہیں بلکہ قدیم ہیں۔ اور پرمیشور کا صرف یہ کام ہے۔ کہ وہ ان کو جوڑ کر انسانی شکل بنا دے۔ گویا خدا تعالےٰ کو وہ نعوذ باللہ ایک کمہار کی طرح تصور کرتے ہیں۔ جو مٹی اور پانی کو جوڑ کر ایک خوبصورت برتن بنا دیتا ہے۔ مگر اس کے اندر یہ طاقت نہیں ہوتی۔ کہ وہ مٹی اور پانی کو خود بھی بنا سکے۔ آریہ اس عقیدہ کے اثبات میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ انسانوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی امیر ہے اور کوئی غریب کوئی تندرست ہے اور کوئی بیمار۔ کوئی عقلمند ہے اور کوئی بیوقوف۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے پچھلی جونوں میں اچھے کرم کئے تھے۔ وہ دُنیا میں سُکھ پا رہے ہیں۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے تھے وہ اس دُنیا میں دُکھ پا رہے ہیں۔

اس عقیدہ کی تردید میں اگرچہ کئی باتیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تناسخ کے ماننے سے نہ خدا کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے۔ نہ اس کی عبادت جائز تسلیم کی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہی اسکے حضور بنی نوع انسان دُعا کر سکتے۔ اور اپنی حاجات و مشکلات اُس کے سامنے بیان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا کا رُوح اور مادہ کی پیدائش میں کوئی دخل ہی نہیں۔ تو رُوح اُس کے آستانہ پر کیوں جھکے اور جسم اس کی کیوں پرستش کرے۔ اسی طرح یہ عقیدہ رکھنے سے خدا تعالیٰ کے نبیوں پر بھی اعتراض عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ تناسخ کے رُو سے جو آرام میں ہے۔ اُس کے پچھلی جُون میں اچھے اعمال تھے۔ اور جو دُکھی ہے اُسکے پچھلی جُون میں بُرے اعمال تھے۔ اس نظریہ کو اپنے سامنے رکھکر غور کرو۔ کہ انبیاء کو کس قدر تکالیف پہنچائی جاتی ہیں۔ لوگ انہیں طرح طرح کے آزار پہنچاتے اور دشنام دہی سے کام لیتے ہیں۔ اس صورت میں نعوذ باللہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ نبیوں نے پچھلی جونوں میں ضرور بُرے کرم کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن کی پاداش میں انہیں یہ سزا دی جاتی ہے۔ اب آریہ صاحبان خود ہی بتائیں کہ کیا وہ انسان جو بُرے کام کر رہا ہو۔ اور اس کو اس کے جرموں کی پاداش میں دُنیا میں تکالیف پہنچ رہی ہوں۔ وہ بھلا دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث کیا جا سکتا ہے؟

پھر تناسخ کی رُو سے کنس اور فرعون جیسے انسان جو تختوں پر بیٹھ حکومت کرتے تھے۔ اور خدا کے نبیوں کو ہر طرح دُکھ دیتے تھے۔ اور جن کو تمام قسم کے سامان عیش میسر تھے۔ ان کے متعلق تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے پچھلی جونوں میں

اعلیٰ کرم کئے تھے۔ حالانکہ اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تو ایک اور ناقابلِ حل عقدہ یہ پیدا ہوجاتا ہے کہ اگر انہوں نے اچھے اعمال کئے تھے۔ تو چاہیئے تھا کہ وہ نبیوں کو قبول کرنے سے محروم نہ رہتے۔ کیونکہ رشیوں اور منیوں کو قبول نہ کرنا بہت بڑا خسارہ ہے۔ اور یہ نیک کرموں کے بدلہ میں کبھی نہیں ہوسکتا۔ پھر اگر پچھلے کرموں کا مسئلہ درست ہے۔ تو ہندوستان کی آزادی کیلئے جدوجہد کرنا بے معنی بات ہے۔ جب ہندوستانیوں نے پچھلی جُون میں کوئی ایسا بُرا کام کیا ہے جس کے بدلے میں انہیں غلامی نصیب ہوئی۔ تو اب دن رات سوراج کے متعلق کوشش کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ غرض یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسپر اعتراضات ہی اعتراضات وارد ہوتے ہیں ؛

(مبارکہ قمر سیالکوٹی تھرڈ ایئر)

معلومات عامہ

(۱) پچھلے دنوں ۷۰ لاکھ روپیہ کی مالیت کا سونا ہندوستان سے باہر بھیجا گیا ؛

(۲) فرنٹیئر اسمبلی میں ایک اہم مسودہ قانون پاس ہوا ہے جس کی رُو سے موروثی مزارعوں کے ورثار کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں۔ غیر مشروط طور پر موروثی مزارعوں کے حقوق حاصل ہوں گے ؛

(۳) زمانۂ حال میں جو آبدوز تیار کئے جاتے ہیں انمیں کم از کم بیس لاکھ پونڈ ایک پر خرچ کیا جاتا ہے اور ہر ایک میں ۴۰ آدمی ملازم ہوتے ہیں ؛

(۴) آجکل روس میں ۸۰۰۵ عورتیں ملاحی کا کام کرتی ہیں ؛

(۵) جرمنی میں مردوں کے جنگی کاموں میں لگ جانے کیوجہ سے ہر جگہ عورتیں ہی کام کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ڈاک کا تھیلہ لئے ہوئے عورت نظر آئیگی موٹریں اور ٹریمیں وغیرہ بھی عورتیں ہی چلاتی ہیں۔ اور ہوٹلوں میں کھانا چننے کا کام بھی اب انکے ہی سپرد ہے ؛

(۶) شہنشاہ معظم کو ۱۵ لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب تنخواہ ملتی ہے۔ اسمیں سے ملکہ معظمہ ۴½ لاکھ روپیہ اپنے لئے رکھتی ہیں۔ انکی آمدنی پر کوئی ٹیکس نہیں۔ نہ انکے سامان پر کہیں محصول لیا جاتا ہے۔ بادشاہ سے تاروں اور خطوط کے دام بھی نہیں لئے جاتے ؛

(۷) رُوس میں آدھا ملک گرمیوں میں بھی برف سے ڈھک جاتا ہے۔ ان علاقوں میں سونا اور دیگر دھاتیں بکثرت ہیں ؛

(۸) افریقہ کے صحرائے اعظم میں ایک بستی ہے جسمیں دو ہزار آدمی رہتے ہیں۔ اسمیں دو دو منزل کے مکان ہیں۔ ایک منزل زمین کے اندر رہتی ہے جو گرمیوں میں تہ خانہ کا کام دیتی ہے۔ یہاں کبھی بارش نہیں ہوئی۔ ورنہ کچی مٹی کے یہ مکان بہ جائیں۔ زمین کے اندر ہی اندر ایک مکان سے دُوسرے مکان تک راستے بنے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے سے وہ انہی راستوں کے ذریعہ ملتے جاتے ہیں۔ ۸۵ سال سے یہاں مطلق بارش نہیں ہُوئی ؛

(۹) ریل کے زنانہ درجوں کو زیادہ محفوظ کیا جارہا ہے چنانچہ ۱۹۸۶ درجوں میں اندر کی طرف چٹخنیاں لگائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئی ہیں۔ جنہیں خاص حالتوں میں ریل کے ملازم باہر سے خاص چابی کے ذریعہ کھول سکیں گے۔ کھڑکیاں باہر سے نہ کھل سکیں گی۔ خطرہ کی زنجیریں بھی زیادہ کر دی گئی ہیں۔

(۱۰) کشمیر کی تنظیم و تعلیم کی کمیٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں ½ ۹۹ فیصدی عورتیں تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ مرتبہ محمودہ ثروت

بزم مصباح

(۱) مصباح کے کسی گذشتہ پرچہ میں ایک بہن نے ہرن کی کھال محفوظ رکھنے کا طریق دریافت کیا تھا۔ سو عرض ہے۔ کہ ہرن کی کھال کو دو طرح محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ اول تو یہ کہ کھال کی اس طرف کو جس طرف بال نہیں ہوتے۔ صابن سے دھو کر خوب صاف کر لیا جائے۔ پھر اس طرف گندھک کا سفوف تین چار دفعہ یکے بعد دیگرے ملیں۔ اس طرح چند بار کرنے سے کھال محفوظ رہے گی۔ دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ کھال کو چماروں سے رنگوا لیا جائے۔ رنگ صرف اس طرف چڑھے گا جس طرف بال نہیں ہوتے۔ اس طرح بھی کھال محفوظ رہ سکتی ہے۔ (سلیمہ عنایت)

(۲) بعض اوقات آئینہ میں سے چہرہ صاف دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ ہی اس میں پہلی سی چمک رہتی ہے۔ کوئی مصباحی بہن بتائیں کہ اس حالت میں آئینہ کو کس طرح صاف کیا جا سکتا ہے۔ (نصیرہ نزہت)

(۳) میں نے سنا ہے۔ کہ سنگر مشین سے بیل بوٹے بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ مشین سے بنا ہوا پھول ایک مرتبہ میں نے دیکھا بھی تھا۔ شاید مشین کو پرزہ لگا کر یہ کام کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو وہ بہنیں جنہیں اس کی مشق ہو۔ براہ مہربانی مطلع فرمائیں کہ یہ کام کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ جو پھول میں نے دیکھا تھا۔ اس میں زیادہ صفائی نہ تھی۔ اسلئے یہ بھی بتائیں۔ کہ زیادہ صفائی کس طرح آ سکتی ہے۔ (سارہ بیگم درجہ ثانیہ)

(۴) مجھے پینٹنگ کے کام کا بہت شوق ہے لیکن جو تیل میں اس میں ڈالتی ہوں۔ وہ کپڑے پر پھیل جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ کام اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو کسی ایسے تیل کا علم ہو۔ جو پھیلتا نہ ہو۔ تو مطلع فرمائیں۔ (ایک ضرورت مند)

(۵) ربن کا کام سوئی سے بھی کیا جاتا ہے لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں۔ کہ وہ سوئی کس قسم کی ہوتی ہے۔ اور کیا سوئی میں ربن ڈالنے سے ربن خراب نہیں ہو جاتی۔ دہلی یا لاہور کی کوئی بہن بتائیں۔ کہ سوئی سے ربن کا کام کس طرح کیا جاتا ہے (طاہرہ بیگم)

رپورٹ سوسائٹی اشاعت مصباح

اشاعت مصباح سوسائٹی نے ماہ جولائی کے آخر میں یہ طے کیا تھا۔ کہ جو ممبر ایام تعطیلات میں کم از کم پانچ خریدار بنائیں گی۔ ان کو سوسائٹی کی طرف سے انعام دیا جائیگا۔ چونکہ تعطیلات ختم ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان بہنوں کو انعام دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ جنہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانچ خریدار مہیا فرمائے۔ چنانچہ امۃ الرشید صاحبہ زہرہ۔ نصیرہ نزہت صاحبہ اور مبارکہ شوکت صاحبہ کو انعام دیا جائیگا۔ ان کے علاوہ بعض اور ممبرات نے بھی خریدار بنائے لیکن چونکہ ان کی تعداد پانچ سے کم ہے۔ اس لئے وہ انعام کی مستحق نہیں ہو سکیں۔

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ پانچ خریدار بنا کر انعام حاصل کرنے کی مستحق صرف سوسائٹی کی ممبرات ہی نہیں۔ بلکہ بیرونی مصباحی بہنیں بھی اس میں شامل ہو سکتی ہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ اب تک کسی بیرونی بہن نے خریدار بنانے کی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ وہ اگر یہ کام کرنا چاہیں۔ تو انہیں کافی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ امید ہے۔ وہ اس امر کی طرف جلد توجہ فرمائیں گی۔ (اسسٹنٹ سیکرٹری)

سہ ماہی رپورٹ لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ

(جولائی تا ستمبر ۱۹۳۹ء)

۲-جولائی صبح سات بجے زیر صدارت سیدہ فضیلت صاحبہ جلسہ منعقد ہوا۔ سیدہ شوکت صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ پڑھ کر سنایا۔ مبارکہ بیگم نے "اعجاز قدرت" مصباح سے مضمون سنایا۔ اسکے بعد پریذیڈنٹ صاحبہ نے جہاد کے متعلق آیات قرآن مجید تلاوت فرما کر بہنوں کے ذہن نشین کرایا۔ کہ بہنیں اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں۔ کہ کیا وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے ماتحت اصلی جہاد پر کاربند ہیں۔ چندہ تحریک جدید اور جوبلی فنڈ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز اپنی زندگی کو درست کرنے اور آئندہ نسلوں کیلئے اعلیٰ نمونہ چھوڑنے کی ہدایت کی۔ شفاعت کے متعلق ایک بہن نے سوال کیا۔ جس کا تسلی بخش جواب دیا۔

۳۰-جولائی یوم التبلیغ منایا گیا۔ بہنوں نے صبح سے شام تک بذریعہ ٹریکٹ اور زبانی تبلیغ کی۔ اکثر بہنوں اور لڑکیوں نے انفرادی طور پر بھی اپنا فرض ادا کیا۔ ... ٹریکٹ تقسیم کئے گئے چالیس بہنوں نے تبلیغ میں حصہ لیا۔

۶-اگست صبح سات بجے زیر صدارت سیدہ رفعت صاحبہ جلسہ شروع ہوا۔ سیدہ شوکت صاحبہ نے سات جولائی کے الفضل سے خطبہ جمعہ پڑھا۔ فہمیدہ بیگم نے ۲۹ جولائی کے الفضل سے میر محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون سادہ اور بکفایت زندگی کے متعلق کچھ باتیں۔ سنایا۔ سیدہ آسیہ نے عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کی تشریح کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے پیش کرکے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہر زمانہ میں نبیوں کے ذریعہ اس کی قدرت کا ظہور ہوا۔ اور آج بھی اس نے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ تقریر موثر تھی۔ بعد ازاں سیدہ رفعت صاحبہ نے بہنوں کو تحریک جدید اور جوبلی فنڈ کا چندہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی نیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پابندیٔ وقت - مالی قربانی - ایثار اور تقوےٰ کی تلقین کی۔

۳- ستمبر جلسہ زیر صدارت سیدہ رفعت صاحبہ منعقد ہوا۔ سیدہ آسیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات بعنوان "پردہ کی غرض و غایت" پڑھے سیدہ شوکت صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ۴- اگست کا خطبہ جمعہ "مالی و جانی قربانی سے اپنے اوپر موت وارد کرو" پڑھکر سُنایا۔ سیدہ عفت نے مضمون "بیٹی کو نصیحت" مصباح سے پڑھکر سُنایا۔ فہمیدہ نے ۲- ستمبر کے الفضل سے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا مضمون بعنوان "مقام احمد علیہ السلام" پڑھا - بعد ازاں پریذیڈنٹ صاحبہ نے ممبرات لجنہ اماء اللہ کو وقت کی پابندی اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاکر آئندہ نسلوں کے لئے اعلیٰ نمونہ بننے کی نصیحت کی - اور لڑکیوں کو چند ضروری باتیں بتائیں۔

(سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ)

جنگ کا اثر

جنگ کی وجہ سے چونکہ کاغذ سخت گراں ہو گیا ہے - اور مصباح کی موجودہ مالی حالت اطمینان بخش نہیں اسلئے تمام بہنوں سے التماس کیجاتی ہے - کہ وہ اپنا اپنا چندہ فوراً ارسال فرماویں نیز خریداری کے اضافہ کو وسیع کرنیکی کوشش کریں۔

(منیجر)

وصیتیں

۵۴۲۱ - میں خورشید بیگم بنت حافظ سید عبدالمجید صاحب مرحوم قوم سید عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

اسوقت میری جائیداد علیحدہ کوئی نہیں ہے۔

البتہ میرا حصہ جو مجھے اپنے والد سید عبدالمجید صاحب مرحوم کی وفات کے بعد بطور ورثہ ملا ہے - وہ اس جائیداد غیر منقولہ اور کاروبار جو ایم - ایچ کریم بخش اینڈ سنز کمرشل ہاؤس منصوری کے نام پر ہے میں مشترکہ طور پر میرے دیگر بہن بھائیوں کے ساتھ شامل ہے۔ میں اپنے اس حصہ جائیداد کاروبار کی وصیت جسکی اسوقت قیمت دو ہزار پانچسو روپیہ ۲۵۰۰ ہے کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان اس حصہ میں سے ۱/۱۰ کی مالک ہوگی - اس کے علاوہ اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہوئی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی میں بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں - اس حصہ جائیداد کی آمد پر میرا گذارہ ہے - اور اسکی آمد پر میں چندہ عام ادا کرتی رہوں گی - اس کے علاوہ اگر میری کوئی اور آمد ہوئی تو اسکی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ فقط

الامۃ: بقلم خود سیدہ خورشید بیگم آف منصوری - گواہ شد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۴۳۸ میں بلقیس جہاں بیگم بیوہ سید شجاعت حسین صاحب مرحوم قوم قریشی عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ۔ آج بتاریخ ۱۸ اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے پاس اسوقت مبلغ سات ہزار روپیہ ہے جو کہ میں نے رہن کے عوض لگا رکھا ہے جسکی ماہوار آمد اسوقت اٹھاون روپے ہے۔ نیز ایک کنال سے کچھ زیادہ زمین ہے جسکی قیمت قریباً پانچسو روپیہ ہے۔ اور زیور قریباً مالیتی ۴۰۰/ روپیہ کا ہے۔ نیز سینے کی مشین قیمتی ایکسو روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں ان سب کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں مجھے کچھ قرض ادا کرنا ہے۔ جو کہ انشاء اللہ دو مہینے تک ادا ہو جائیگا اسکے بعد پھر اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔ فقط :۔ الامتہ۔ بلقیس جہاں بیگم بقلم خود۔ گواہ شد :۔ محمد سلیمان برادر موصیہ۔ گواہ شد :۔ سید اعجاز اختر مولوی فاضل قادیان۔ ۱۸/۸/۳۹

۵۴۳۲ میں حسن بانو بنت سید حافظ عبد المجید صاحب مرحوم قوم سید عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

اسوقت میری جائیداد علیحدہ کوئی نہیں۔ البتہ میرا حصہ جو میرے والد صاحب مرحوم کی وفات کے بعد بطور ترکہ ملا ہے۔ وہ کاروبار ایم۔ ایم کریم بخش اینڈ سنز کمرشل ہوس منصوری اور اسکے ساتھ جو جائیداد ملحق ہے انہیں مشترکہ طور پر میرے دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ شامل ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ میرا گذارہ اس حصہ کی آمد پر ہے۔ اپنی اس آمد پر میں انشاء اللہ چندہ عام ادا کرتی رہونگی میرے اس حصہ کی قیمت اسوقت دو ہزار پانصد روپیہ (۲۵۰۰) ہے۔ میری وفات کے بعد اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی میں بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتی ہوں۔ اس آمدنی کے علاوہ اگر میری کوئی اور آمدنی ہوگی۔ تو میں اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ ۲۰/۷/۳۹

الامتہ :۔ سیدہ حسن بانو بیگم آف منصوری۔ گواہ شد :۔ سید عبد الحی آف منصوری۔ گواہ شد :۔ سید خورشید احمد آف منصوری

۵۴۳۷ میں خورشید بیگم زوجہ ملک عبد العزیز مولوی فاضل قوم اعوان عمر قریباً اکیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار الرحمت (حال مقیم امرتسر) قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۸/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

زیور طلائی مالیتی -/-/۱۷۵ روپیہ۔ حق مہر جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ -/-/۵۰۰ روپیہ۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ بوقت وفات اگر اس کے علاوہ بھی میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر مَیں کوئی رقم بمد وصیت اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو وہ رقم میرے ذمہ وصیت کے واجب الادا حصہ سے منہا سمجھی جائیگی

الامتہ:۔ ملک خورشید بیگم۔ گواہ شد:۔ ملک عبد العزیز مولوی فاضل محلہ دار الرحمت قادیان۔ حال مقیم منظور پورہ امرتسر (خاوند موصیہ) گواہ شد:۔ نور محمد بقلم خود محلہ منظور پورہ بیرون دروازہ سلطان ونڈ شہر امرتسر والد موصیہ۔

۵۴۷۳ مَیں مسماۃ گلاب بی بی زوجہ مہر اللہ قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن ملیاں مہاجر قادیان محلہ دار الرحمت ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

۱۔ میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

۳۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

زیور طلائی ڈنڈیاں ۲ عدد وزنی ۲ تولہ قیمت تخمیناً ۷۰ روپیہ۔ ایک مشین سنگر جو میرے خاوند کی طرف سے حق مہر میں مجھے ملی۔ اس وقت قیمت تخمیناً ۴۰ روپے نقد مبلغ ۳۲ روپے۔ کل رقم مالیتی ۱۴۲ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری وفات کے وقت کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ۱/۸/۳۹

الامتہ:۔ گلاب بی بی زوجہ مہر اللہ صاحب راجپوت قادیان محلہ دار الرحمت بقلم خود۔ گواہ شد:۔ مہر اللہ خاوند موصیہ قادیان محلہ دار الرحمت بقلم خود۔ گواہ شد:۔ حکیم فیروز الدین قریشی انسپکٹر بیت المال قادیان بقلم خود ۱/۸/۳۹

۵۴۷۴ مَیں مسماۃ مہتاب بی بی زوجہ اللہ دتا قوم رائیں پیشہ خانہ داری عمر قریباً ۶۵ سال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷۔ مئی ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

(۱) میری اسوقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

(۲) حق مہر -/۳۲ روپے میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ بلکہ مَیں انشاء اللہ تعالیٰ اپنی زندگی میں ہی ادا کردوں گی۔

(۳) مبلغ یکصد روپیہ کے زیور طلائی میرے پاس ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ بلکہ میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ رقم بھی اپنی زندگی میں ادا کردوں گی۔ اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں ہے۔ اگر میری زندگی میں یا مرنے کے بعد میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

الامتہ:۔ مہتاب بی بی زوجہ اللہ دتا ساکنہ حمزہ غوث شہر سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ اللہ دتا محاسب انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ خاوند موصیہ ۲۷/۵/۳۹ گواہ شد:۔ فاطمہ بی بی بنت موصیہ مہتاب بی بی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۵۴۵۱ میں امۃ القدیر بنت پیر شیخ عبدالحمید احمدی آف ڈیرہ دون زوجہ چوہدری بدر سلطان اختر قوم شیخ عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ دون حال قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ..... حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ جائیداد منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مبلغ پانصد روپیہ حق مہر میرے خاوند چودھری بدر سلطان صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے اور مبلغ ایک ہزار روپیہ میرے حصہ کا میرے والد صاحب پیر شیخ عبدالحمید احمدی آف ڈیرہ دون نے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں اس کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز میری وفات کے وقت اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ:۔ امۃ القدیر بیگم بقلم خود محلہ دارالفضل قادیان

گواہ شد:۔ خاکسار بدر سلطان اختر کارکن تحریک جدید قادیان دارالامان (خاوند موصیہ)

گواہ شد:۔ پیر شیخ عبدالحمید آف ڈیرہ دون۔ محلہ دارالفضل قادیان۔ دارالامان والد موصیہ

۵۴۵۲ میں عنایت ثریا خانم زوجہ سیف اللہ خاں قوم ورائچ عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن عارف والہ چک ۶۳ ڈاک خانہ عارف والا ضلع منٹگمری۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲ اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) حق مہر جو تاحال میرے خاوند کے ذمہ ہے	۱۵۰۰-۰-۰
(۲) گلوبند طلائی وزنی ۵ تولہ	۲۰۰-۰-۰
(۳) کلپ طلائی وزنی ایک تولہ قریباً	۳۹-۰-۰
(۴) کانٹے طلائی ایک جوڑہ	۲۱-۰-۰
(۵) سوئی طلائی ۱ عدد	۱۵-۰-۰
(۶) انگوٹھیاں طلائی چار عدد	۳۰-۰-۰
ٹوٹل	۱۸۰۵-۰-۰

مندرجہ بالا کل رقم مبلغ ایک ہزار آٹھ سو پانچ روپیہ میں سے ۱/۸ حصہ مبلغ ۲۲۵-۱۰-۰ (دو سو پچیس روپے دس آنہ) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس میں سے جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کردوں منہا کردی جائے۔ اور بقایا میری وفات کے بعد میرے ورثا سے میری جائیداد میں سے وصول کرلیا جائے۔ اور اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

الامۃ:۔ خاکسارہ عنایت ثریا خانم بقلم خود

گواہ شد:۔ سیف اللہ خاں بقلم خود اوورسیئر پتوکی۔ ضلع لاہور

گواہ شد:۔ عطاء اللہ خاں بی۔اے بقلم خود چک ۶۳ ای۔بی ڈاک خانہ عارف والا ضلع منٹگمری ۳۹/۵/۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

88

تاریخی اسماء

ذیل میں جو اسماء درج کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر نام بحساب ابجد ۱۳۵۶ھ ہجری کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ اگر اس سال پیدا ہونے والی لڑکیوں کا نام رکھنے میں ان اسماء کو ملحوظ رکھ لیا جائے۔ تو سال پیدائش نام میں ہی محفوظ رہ سکتا ہے:۔

(۱) سعادت اسلام خانم (۲) الفت قیوم خانم۔
(۳) عزیزہ خاتون آرا۔ (۴) اختر حبیب فاطمہ۔
(۵) نسیم عالم خاتون (۶) ریاض کوثر آرا۔
(۷) میمونہ صادقہ خاتون (۸) سکینہ قیوم خانون۔
(۹) منورہ خاتون۔ (۱۰) آنسہ پرویز +

اس کے ساتھ یہ بھی درخواست ہے۔ کہ میری طبیعت چند دنوں سے علیل ہے ہمصباحی بہنیں دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(سعیدہ خانم محلہ دار الفضل قادیان)

چند مفید باتیں

(۱) اگر شیشے کے گلاس ایک دوسرے کے اندر رکھے ہوئے جُڑ جائیں تو انکو الگ کرنے کا آسان طریق یہ ہے کہ اُوپر والے گلاس میں ٹھنڈا پانی اور نچلا گلاس گرم پانی میں رکھا جائے۔ اس سے آسانی سے کُھل جائیں گے +

(۲) پیاز چھیلنے کے بعد ہاتھوں سے بدبو دُور کرنے کے لئے ٹھنڈا پانی اور رائی ملو +

(۳) کپڑوں پر سے چائے کا داغ دُور کرنے کے لئے سُہاگہ بہت مفید ہے +

(۴) کپڑوں پر سے سیاہی کا داغ ہٹانے کیلئے آلو لیموں کا ست اور دُودھ اچھی چیزیں ہیں +

(۵) کانچ کا برتن استعمال کرنے سے پہلے کھولتے ہوئے پانی میں پانچ منٹ رکھکر نکال لو۔ دیر پا رہیگا +

(۶) اگر چائے کی خوشبو کو قائم رکھنا ہو تو اسمیں نارنگی کے چھلکے ڈال دو +

(۷) اگر پھولوں کو دیر تک رکھنا مقصود ہو۔ تو گلدستے کے پانی میں تھوڑی سی اسپرین ڈالنے سے رکھ سکتے ہیں۔ ساتھ کچھ ریت بھی ڈالدیجائے +

(۸) فرنیچر یا کھڑکی کے دروازوں پر کسی قسم کا داغ یا سفیدی کا داغ یا رنگ لگ گیا ہو تو سرکہ گرم کر کے لگانے سے بہت جلد دُور ہو جاتا ہے +

(مبارکہ انور بنت قاضی عبد المجید صاحب قادیان)

لطائف

(۱) ایک ظریف کسی جُرم میں ماخوذ ہوکر بادشاہ کے حضور پیش ہوُا۔ بادشاہ نے بعد ثبوت حکم دیا کہ اس کے ناک میں سُوراخ کردو۔ ظریف نے کہا کہ دو سُوراخ تو پہلے خُدا نے کئے ہُوئے ہیں کیا وہ کافی نہیں

(۲) ایک اعرابی سے کسی نے پُوچھا کہ موسم سرما سر پر آگیا ہے۔ سردی کا تیرے پاس کیا سامان ہے۔ اُسنے کہا۔ کپکپی اور دانت بجنا +

(۳) کسی بیوقوف کا ذکر ہے کہ اُسنے اپنے غلام سے پوچھا۔ مَیں نے پچھلا جمعہ کس دن پڑھا تھا۔ اُسنے انگلیوں پر گن کر بتایا کہ منگل کے روز + (امتہ الرشید [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قمیص کے کالر کا نمبر

(صالحہ خاتون دار الرحمت قادیان)

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا